پہلوُ میں ہے عید کا چاند

عِفت سحر طاہر

وہ عید کے دن آئے ہیں ملنے کے بہانے
یہ دن تو دکھایا شب فرقت کے بہانے

بہت نامانوس سے شور نے اسے بیدار کر ڈالا تھا۔ گہری نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے پہلے تو وہ یونہی چت لیٹی صورت حال کا اندازہ کرنے کی کوشش کرتی رہی پھر اٹھ بیٹھی۔ گھر میں بڑے ابا کے گرجنے کی آواز گونج رہی تھی۔ لائٹ جلا کر اس نے ٹائم دیکھا تو پونے پانچ بج رہے تھے۔

"کہیں کوئی چور تو نہیں گھس آیا گھر میں۔" وہ سوچتی ہوئی دوپٹہ شانوں پر ڈالتی دروازہ کھول کر باہر نکلی تا کہ صورت حال معلوم کر سکے۔

ٹی وی لاؤنج میں پہنچتے ہی اس نے بے اختیار گہری سانس بھری تھی۔ بڑے ابا کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا اور وہ مسلسل گرجتے ہوئے ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے جبکہ سامنے صوفے پر وہ سر جھکائے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے بالکل خاموش بیٹھا تھا۔

"حد ہوتی ہے نافرمانی کی۔ میں جتنا تمہیں ڈھیل دیتا ہوں اتنا ہی تم سر چڑھتے جارہے ہو۔ لوگ رشک کرتے ہیں مجھ پر کہ دو جوان بیٹے ہیں میرے۔ اب کسی کو کیا معلوم کہ اس گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ سارا بار اکیلے معاذ نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ تم کب اپنی ذمہ داری محسوس کرو گے۔"

اس کی مسلسل خاموشی یقیناً بڑے ابا کو چڑا گئی تھی۔

"ابو جی! آپ یونہی پریشان ہو رہے ہیں بچے دن ہیں لاپروائیوں کے پھر ساری عمر کام ہی تو کرنا ہے۔" معاذ کی آواز گونجی تو سائیڈ والے صوفے پر نظر ڈالنے پر اسے معلوم ہوا کہ بڑی امی اور معاذ بھی "جائے وقوعہ" پر موجود تھے۔ معاذ نے ہمیشہ کی طرح بھائی کی سائیڈ لی تھی۔

"اس کی عمر میں تم نے میرا سارا کاروبار سنبھال لیا تھا۔ اب کیا اس کا فرض نہیں بنتا کہ یہ تمہارا ہاتھ بٹائے۔ سارا دن اپنے نکمے ساتھیوں کے ساتھ آوارہ گردی میں مصروف رہتا ہے۔ پتہ نہیں یونیورسٹی جاتا بھی ہے یا نہیں اور اب راتوں کو بھی غائب رہنا شروع کر دیا ہے اس نے۔ یہ لچھن ہوتے ہیں شرفاء کے۔"

بات سنیعہ کی اب سمجھ میں آئی تھی کہ بڑے ابا اتنے غضبناک کیوں ہو رہے ہیں۔ رات وہ گھر نہیں آیا تو یقیناً یہ بات بڑے ابا کو معلوم ہو گئی تھی۔

"دوستوں میں دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔" معاذ نے مصالحانہ انداز میں کہا۔ ہمیشہ کی طرح وہ چھوٹے بھائی کی سائیڈ لے رہا تھا۔

"ونہہ۔ دوست بھی مراثی ہیں سب کے سب۔" بڑے ابا نے غصے سے کہا تو سنیعہ کو سامنے بیٹھے میکائل کی قوت برداشت پر حیرت ہونے لگی۔

"مراثی نہیں ابو جی سنگر ہیں وہ۔ اچھا بھلا اسٹیبلش گروپ ہے ان کا۔" معاذ نے انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ماڈرن سا نام رکھ لینے سے اصلیت بدل نہیں جاتی۔ ہمارے معاشرے میں گانے بجانے والوں کو مراثی ہی کہتے ہیں۔" وہ اپنے لفظوں پر قائم تھے۔

"چلیں اب جانے دیں۔ میں سمجھا دوں گا اسے۔ آئندہ کبھی رات کو باہر نہیں رہے گا۔"

"آئندہ کبھی ایسا ہوا تو پھر یہ اس گھر سے باہر ہی نظر آئے گا۔ میں کہتا ہوں حد ہوتی ہے لاپروائی اور نالائقی کی بھی۔" وہ حد درجہ ناراضگی سے کہہ رہے تھے۔

پھر معاذ اور بڑی امی انہیں ٹھنڈا کرنے میں جت گئے تو وہ واپس پلٹ آئی۔

فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ اس لئے سونے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے وہ وضو کرنے کے ارادے سے واش روم میں گھس گئی۔

ناشتے کی میز پر میکائل کو نہ پاکر بڑے ابا پھر سے برہم ہوئے تھے مگر فجر کے وقت گھر آنے والا ساڑھے سات بجے کیسے جاگ سکتا تھا۔ بیچاری بڑی امی کو ان کی سخت سست سننی پڑیں۔ جبکہ معاذ نے بڑے طریقے سے ان کے غصے کو سنبھال کر کاروباری مسائل پر بات شروع کر دی تو سنیعہ کو اس کی ذہانت پر رشک آنے لگا۔ ہمیشہ سے وہ اسی طرح میکائل کی غلطیوں اور لاپروائیوں کی پردہ پوشی کرتا آ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کافی حد تک ضدی اور خودسر ہو چکا تھا۔ یہ بڑے ابا کی ذاتی رائے تھی۔ مگر معاذ کا خیال تھا کہ ابھی اس کی اسٹوڈنٹ لائف انجوائے کرنے کی عمر ہے۔ اس لئے اس پر خواہ مخواہ کی روک ٹوک نہیں ہونی چاہئے۔ اور جس کے لئے یہ بحث و مباحثہ ہو رہا تھا وہ اپنے حال میں مست تھا۔ دن کو یونیورسٹی واپسی پر ایک آدھ گھنٹے کے لئے گھر اور پھر دوستوں کے ساتھ میوزک پریکٹس۔ اور اس کی یہ روٹین بڑے ابا کو سخت ناگوار گزرتی تھی۔ اگر معاذ اس کی حرکتوں پر پردہ ڈالے رکھتا تو اب تک میکائل صاحب کی پٹائی ضرور ہو چکی ہوتی مگر بھائی کی محبت بھری سپورٹ اسے بچائے ہوئے تھی۔

⊙ ⌘ ⊙

وہ پیریڈ اٹینڈ کر کے اپنی مخصوص جگہ پر پہنچی تو فائقہ اور عمیرہ پہلے سے وہاں موجود تھیں۔

"توبہ ہے سر احسان تو بندے کے سر میں درد کر دیتے ہیں۔ بات سے بات نکالنا تو ان کی ہابی ہے۔ چاہے اس دوران اصل بات بیچ ہی میں رہ جائے۔" وہ درخت کے تنے سے پشت ٹکا کر بیٹھتے ہوئے اکتاہٹ سے بولی تو عمیرہ نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔

"خدا کا شکر ہے کہ وہ ہمارا کوئی پیریڈ نہیں لیتے۔"

"سر احسان کو چھوڑو تم اپنے کزن کی سناؤ۔ آج کل تو بہت لائم لائٹ میں ہے۔" فائقہ نے بڑے اشتیاق سے پوچھا تو وہ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

"میکائل حیدر کی بات کر رہی ہوں۔ بھائی بتا رہا تھا کہ سنڈے نائٹ اسپیشل لائیو کنسرٹ میں وہ اور اس کا گروپ بھی شامل ہے۔" فائقہ یوں بھی میوزک کی دیوانی تھی اور اتفاق سے میکائل کی پرفارمنس بھی دیکھ چکی تھی۔ اس لئے اس کی فین ہو چکی تھی۔

"لائیو کیا مطلب؟ ٹی وی پہ آ رہا ہے اس کا پروگرام؟" سنیعہ نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"یہ تو حال ہے گھر والوں کا۔" فائقہ نے متاسفانہ سانس بھرتے ہوئے کہا۔ "کوئی پہلی بار تو وہ ٹی وی پر نہیں آ رہا ہے۔"

"تمہیں پتہ ہے نا میرا انٹرسٹ نہیں ہے میوزک

میں۔" اس نے صفائی پیش کی تھی۔

"شرم کرو، میرا کوئی کزن اتنا پاپولر اور ہینڈسم ہوتا تو میں..." فائقہ اسے شرم دلانے والے انداز میں کہنے لگی تھی کہ عبیرہ نے اس کی بات کاٹ کر گرہ لگادی۔

"اس پر ٹکٹ لگادیتی۔"

"خیر، ٹکٹ تو اس پر بھی لگتا ہے۔" سنیعہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا اور پھر فائقہ ہی کی زبانی اسے پتہ چلا تھا کہ اب میکائیل کا گروپ جو کہ "آکاش" کے نام سے مشہور تھا ٹی وی کے میوزیکل پروگرامز میں بھی شریک ہونے لگا تھا۔

اسے یہ جان کر خاصی حیرت ہوئی تھی کیونکہ اسے میکائیل کی بڑکوں پر تو کبھی بھی اعتبار نہیں آیا تھا۔ وہ اکثر اپنے گروپ کی پاپولیریٹی کے قصے سناتا رہتا تھا مگر وہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتی تھی۔ اوپر سے جو سلوک بڑے ابا اس کے ساتھ کرتے تھے اسے دیکھ کر سنیعہ کو بھی اس کی یہ ایکٹی وٹی ایک فضول سا کام لگنے لگی تھی۔

امی ہفتہ بھر کے لئے آپا کے پاس ملتان گئیں تو جاتے وقت سنیعہ کو بڑے ابا یعنی سنیعہ کے تایا کے ہاں چھوڑ گئی تھیں۔ اس کی پڑھائی کے معاملے میں وہ ایسی ہی کنٹر تھیں۔ اس سے چار سال چھوٹے علی کو بھی اپنے ساتھ صرف اس لئے لے گئی تھیں کہ اس کے نوماہی امتحان ہو چکے تھے۔ سو وہ دل میں خواہش رکھنے کے باوجود ساتھ جانے کا نہیں کہہ سکی تھی۔

وہ کالج سے واپسی پر کپڑے تبدیل کر کے بڑی امی کی ہدایت کے مطابق کھانا گرم کر کے پیٹ پوجا کرنے کی خاطر کچن میں آئی تو وہاں موجود میکائیل کو پہلے سے سٹر پٹر کرتے دیکھ کر وہ ٹھٹکی تھی۔

"شکر ہے کوئی تو میری مدد کو آیا۔" اسے دیکھ کر وہ اطمینان کی سانس لیتے ہوئے بولا تو وہ بھنوؤں کو استفہامیہ انداز میں جنبش دے کر اسے دیکھنے لگی۔

"ابھی تک مجھے کسی نے ناشتہ بنا کر نہیں دیا ہے۔" وہ شکایتی انداز میں کہتا اسٹول گھسیٹ کر ایک طرف بیٹھ گیا تو سنیعہ کو اندازہ ہو گیا کہ اب یہ پہاڑ بھی اسی کو سر کرنا پڑے گا، تاہم اس نے کلائی پر بندھی گھڑی کو جتانے والے انداز میں ضرور دیکھا تھا۔

"یہ جناب کے ناشتے کا ٹائم ہے؟"

"دن کے وقت جاگتے ہی سب سے پہلے ناشتہ کیا جاتا ہے نادان لڑکی۔ اب ٹائم چاہے کچھ بھی ہو اس سے ہم سپر اسٹارز کو کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ فخریہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

سنیعہ متاسفانہ نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی آگے بڑھ کر کھانے کے لوازمات چیک کرنے لگی۔ سالن گرم ہونے کے لئے چولہے پر رکھ کر اس نے دیکھا ہاٹ پاٹ میں روٹیاں موجود تھیں۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اور اس سپر اسٹار کی صبح سویرے جو درگت بنی تھی وہ میں دیکھ چکی ہوں۔"

"ہر دور میں مشہور ہونے والوں کے ساتھ شروع میں ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔" وہ مطمئن تھا۔

"رات باہر رہنے پر جھاڑ پڑی تھی نا؟" سنیعہ نے کیبنٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا تو وہ آرام سے بولا۔

"گیٹ پھلانگ کر آنے پر۔"

"شاباش ہے تم پر۔ ایک تو ساری رات باہر گزاری، دوسرا دروازے سے آنے کے بجائے چوروں کی طرح گیٹ پھلانگ کے آرہے تھے۔" سنیعہ نے خاصی ملامت سے کہا تھا۔

"میں اپنی وجہ سے کسی کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔" اس کی بات پر سنیعہ کو ہنسی آ گئی۔

"غلط فہمی ہے تمہاری۔ صبح میری آنکھ بھی اذان کے بجائے بڑے ابا کی آواز سن کر کھلی تھی۔ محلے والوں نے بھی خوب فیض اٹھایا ہوگا۔"

"چلو کوئی نیک کام تو میرے طفیل ہوا۔" وہ ڈھٹائی سے بولا تھا۔

”صرف نام ہی فرشتوں والا ہے تمہارا، میکائیل۔“ سنیعہ نے اسے شرم دلانے والے انداز میں کہتے ہوئے آگے بڑھ کر چولہے کی آنچ بند کی تھی۔

”تو ٹھیک ہے نا، اگر کام بھی فرشتوں والے ہی کرنے ہوتے تو خدا مجھے فرشتے ہی کے عہدے پر نہ فائز کر دیتا۔“ وہ اپنی بشریت پر مطمئن تھا۔

”اچھا یہ بتاؤ، پکڑے کیسے گئے تھے صبح؟“ ٹرے میں کھانا رکھے وہ اس کے ساتھ ہی لاؤنج میں چلی آئی تھی۔

”بس بری قسمت۔ جب میں نے گیٹ سے جھانک کر دیکھا تو ابو جی تو کیا کوئی بھی ذی روح موجود نہیں تھا۔ مگر جب اوپر چڑھ کر احتیاط سے سائیڈ پھلانگ کر نیچے اترا تو وہ بہت مشفقانہ ہاتھوں نے تھام لیا۔ میں نے سوچا، معاذ بھائی ہوں گے، مگر جب پلٹ کر دیکھا تو سب سے پہلی دوڑ میرے فرشتوں نے لگائی۔ مجھے ابو جی نے بھاگنے ہی نہیں دیا۔“ وہ بہت لطف اندوز ہوتے ہوئے بتا رہا تھا۔

”کیوں آوارہ گردی کرتے رہتے ہو میکائیل۔ خواہ مخواہ بڑے ابا کو تنگ کرتے ہو۔ تمہارے متعلق وہ بہت فکر مند رہتے ہیں۔“ سنیعہ نے ہمیشہ کی طرح اسے سمجھایا تو وہ نوالہ پلیٹ میں واپس رکھتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”کہاں آوارہ گردی کر رہا ہوں، پروفیشنل لائف سیٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“

”اور یہ راتوں کو باہر رہنا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے کیا؟“ سنیعہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

”رات ’والڈن ہال‘ میں کنسرٹ تھا ہمارا۔ سیکنڈ لاسٹ نمبر ہمارا تھا، ساری دیر اسی وجہ سے ہوئی۔ تم خود سوچو دس بجے فنکشن شروع ہوا اور تمام پاپولر سنگرز موجود تھے۔ ان کی پرفارمنس کے بعد ہماری باری آئی تھی۔“ وہ تفاخرآمیز لہجے میں بتا رہا تھا۔

”تب تک ہال تو خالی ہو چکا ہوگا نا؟“ سنیعہ نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا تو وہ مسکرا دیا۔

”ابھی تمہیں میری پاپولیریٹی کا اندازہ نہیں ہے ڈیئر کزن۔ بے شمار لوگ صرف ہماری پرفارمنس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔“

”لگائے ہوں گے روپے انہوں نے آخر تک بیٹھنے کے لیے۔“ سنیعہ نے کہا تو وہ قدرے آہستہ آواز میں بولا۔

”یہ تو تمہیں تب پتہ چلے گا جب میں لائیو پرفارمنس دوں گا۔“

”ارے ہاں، میری فرینڈز کہہ رہی تھیں کہ تم پہلے بھی ٹی وی پر پرفارم کر چکے ہو۔“ سنیعہ نے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے اسے دیکھا تو اس نے احمقانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

”یعنی تم نے کبھی میرے ٹیلنٹ پر غور ہی نہیں کیا؟“

”ٹیلنٹ والی کون سی بات ہے اس میں؟ آج کل تو جس کے پاس چیختی آواز ہے وہ گلوکار ہے۔ الٹی سیدھی شاعری، بے ہنگم میوزک اور ایک واہیات قسم کی ویڈیو، کوئی بھی ’ٹیلنٹڈ‘ بن سکتا ہے۔“ وہ شانے اچکا کر کہتے ہوئے پانی پینے لگی۔

”تم کہہ سکتی ہو کیونکہ تم نے ابھی مجھے سنا ہی نہیں ہے۔“

سنیعہ برتن سمیٹتے ہوئے بولی۔ ”جتنا تمہیں تو نہیں سنا مگر جتنا بڑے ابا کو سنا ہے اس سے تمہارے ٹیلنٹ کی قدر معلوم ہوتی رہتی ہے۔“

اب کی بار وہ قدرے تلملایا تھا۔

”اڑا لو مذاق مگر یاد رکھو، ایک روز ایسا بھی آئے گا جب تم مجھ سے آٹو گراف مانگو گی۔“

”ضرور مانگوں گی۔ اگر بڑے ابا کے ہاتھوں تمہاری ہڈیاں، پسلیاں بچ گئیں تو۔“ وہ جاتے جاتے اسے اور سلگا گئی تھی۔

اس کے لیے چائے کا کپ لے کر آئی تو وہ دیوان صوفے میں دھنسا سوچوں میں گم تھا۔

”کہیں گلوکاری چھوڑنے سے متعلق تو غور و فکر نہیں کر رہے ہو؟“ سنیعہ نے بھاپ اڑاتی چائے کا کپ اس

کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے پوچھا تو وہ اسے گھورنے لگی۔ سنیعہ نے مگ اس کے ہاتھ میں تھمایا اور اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"صبح بہت جھاڑ پڑی تھی نا میں نے سوچا شاید "مراثیت" کا ارادہ ترک کر دیا ہو۔" وہ ہنوز اس کا مذاق اڑا رہی تھی پھر توصیفی انداز میں بولی۔ "ویسے میکائیل میں تمہاری قوت برداشت سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ اتنی خاموشی سے بڑے ابا کی ڈانٹ سن رہے تھے تم۔"

"کون سن رہا تھا......؟ میں تو اس وقت ایک نئی دھن سوچ رہا تھا۔ پوئٹری تو میں لکھ چکا ہوں بس دھن رہتی تھی۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ سنیعہ کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

"تم اس وقت سر جھکائے ہوئے نئی دھن سوچ رہے تھے۔"

"اور نہیں تو کیا...... اور یقین کرو آج تک میرے جتنے بھی سونگز پاپولر ہوئے ہیں وہ میں نے "دوران ڈانٹ" ہی کمپوز کئے ہیں۔" وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔

"دوران ڈانٹ نہیں دوران لعنت وملامت کہو۔" سنیعہ نے تصحیح کی تھی۔ "اگر معاذ بھائی تمہیں سپورٹ نہ کرتے تو اب تک بڑے ابا تمہاری ہڈی پسلی ایک کر چکے ہوتے۔"

"وہ کیوں سپورٹ نہیں کریں گے۔ ان کی تو مجبوری ہے مجھے سپورٹ کرنا۔" اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"تم سے محبت کرنا ہی ان کی مجبوری ہے بس۔" سنیعہ نے کہا تو وہ بس سر ہلا کر چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔ کچھ دیر یونہی خاموشی چھائی رہی تھی۔ چائے ختم کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو آؤ تمہیں وہ نئی دھن سناؤں جو صبح ابو جی سے ڈانٹ کے دوران بنائی تھی۔" وہ کہہ رہا تھا۔ خلاف توقع وہ خوش ہوئی۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں کہ کیسا ٹیلنٹ ہے جس کو "بار بار" تمہارا رہی ہے۔"

اسے پینٹ کی جیب میں سے چابی نکال کر کمرے کا دروازہ کھولتے دیکھ کر وہ حیرت زدہ تھی۔ اس کی حیرت بھانپ کر وہ اطمینان سے بولا۔

"دراصل میرے کمرے میں کی بورڈ اور گٹار پڑا ہے ڈر لگتا ہے کسی روز ابو جی ادھر نکل آئے تو میری نہ سہی ان چیزوں کی شامت ضرور آ جائے گی اس لئے احتیاطاً لاک لگا کر رکھتا ہوں۔"

خود سنیعہ کے لئے بھی اس کے کمرے میں آنے کا پہلا موقع تھا بلکہ وہ تو بڑے ابا کی طرف بہت زیادہ آتی بھی نہیں تھی۔ انہی میں سے کوئی نہ کوئی ان کی طرف آ جاتا تھا۔ اور میکائیل تو اکثر اسی کی پسندیدگی کی سند رکھنے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے سر پر سوار رہتا تھا۔

اس نے ایک پیپر اٹھا کر سنیعہ کو تھمایا تھا۔

"یہ سونگ ہے۔"

وہ اس کے بستر کے کنارے ٹک کر پیپر پر نظر دوڑانے لگی۔

"اے چاند مجھے اتنا تو بتا میری جان کا حال اب کیسا ہے
وہ نین شرابی کیسے ہیں اور زلفوں کا جال اب کیسا ہے
کیا میری طرح وہ بھی شب کو کروٹ ہی بدلتی رہتی ہے
یا ٹھنڈی سرد ہوا میں تنہا گھاس پہ چلتی رہتی ہے
میں جو اس کے پاس نہ ہوں تو جھولا کون جھلاتا ہے
ساون کی جھڑی میں بھیگتی ہے یا پانی تن کو جلاتا ہے"

اس نے شپٹا کر نظریں کاغذ سے ہٹائی تھیں۔

وہ گٹار اٹھا کر چیک کر رہا تھا اسے اپنی طرف متوجہ پا کر پوچھنے لگا۔

"یہ میری ورڈنگ ہے کیسی لگی؟"

اب اتنی بے باکی کی وہ کیا داد دیتی۔ وہ تو آگے پڑھ بھی نہیں پائی تھی۔

"تم دھن سناؤ کیسی بنائی ہے؟" اس نے پیپر ایک طرف ڈال دیا تھا۔

گٹار سنبھالتے ہوئے وہ اس کے تاروں کو چھیڑنے

لگا۔ ہوسکتا ہے کہ اس نے بہت اچھی دھن بنائی ہو مگر میوزک سے زیرو پرسنٹ بھی دلچسپی نہ رکھنے کے باعث اسے تو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔

تھوڑی دیر تک وہ گٹار بجاتا رہا۔ آنکھیں بند کیے خاموش اور بہت مگن' اور سعیدہ گٹار کے تاروں کو چھیڑتی اس کی انگلیوں کی جنبش کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"کیسی لگی......؟" وہ ہاتھ روک کر بہت اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔

"میرا کیا ہے میرے لیے تو گھر کی مرغی دال برابر ہے۔ یہ تو جس کنسرٹ میں پرفارم کرو گے وہاں اسٹیج پر پڑنے والے ٹماٹروں کی تعداد بتائے گی کہ کتنے باذوق لوگ وہاں موجود ہیں۔" سعیدہ نے شرارت سے کہا تو وہ چڑ گیا۔

"حس لطافت ہی سے نہیں بلکہ عقل سے بھی کوری ہو تم۔ خوامخواہ بھینس کے آگے بین بجا رہا تھا میں۔"

"کیا؟" وہ اپنی اتنی "عزت افزائی" پر اچھل ہی تو پڑی تھی۔ "مجھے بھینس کہہ رہے ہو تم۔" وہ غرائی تھی۔

"سوری غلط کہہ گیا یوں کہنا چاہیے تھا کہ گائے کے آگے گٹار بجا رہا تھا۔" وہ اطمینان سے بولا تھا۔

"بہت بیہودہ شخص ہو تم۔" وہ دانت پیستی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میری پاپولریٹی کبھی اپنی فرینڈز سے پوچھنا۔" اب وہ جان بوجھ کر اسے سلگا رہا تھا۔

"وہ تو جب میں جا کر انہیں آج صبح والا واقعہ بتاؤں گی' تب تمہاری پاپولریٹی میں مزید اضافہ ہوگا کہ صاحب زادہ میکائیل حیدر کیسے دگرگوں حالات میں اپنے "مشن" کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔" سعیدہ نے اسے دھمکایا اور دروازے کی طرف بڑھی تو وہ اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔

"کیا بات ہے آخر تم مجھ سے متاثر کیوں نہیں ہوتیں؟"

"اوہو' غلطی ہو گئی مجھ سے۔ یاد نہیں رہا تھا کہ غوری میزائل بنانے میں تمہارا مشورہ بھی شامل تھا۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی تھی۔

"اڑا لو مذاق' ایک بار لائیو پرفارمنس دے لوں پھر دیکھنا شہرت میرے پیچھے بھاگے گی۔" وہ بہت تیقن سے کہہ رہا تھا۔

"بس اتنا دھیان رکھنا کہ اس کے قریب پہنچنے تک کہیں تمہاری آنکھ ہی نہ کھل جائے۔" اس کی سائیڈ سے باہر نکلتے ہوئے وہ طنزاً بولی تو وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

C·⌘C·

معاذ حیدر تین سال کا تھا' جب ماں کے مشفق سائے سے محروم ہو گیا۔ بڑے ابا نے محض سال بھر ہی مرحومہ بیوی کا سوگ منایا پھر دوسری شادی انہوں نے انہی سے کی جن سے پہلی شادی کرنا چاہتے تھے۔ دوسری مرتبہ آنے والی بیوی سے انہیں ایک تحفہ میکائیل حیدر کی شکل میں ملا تھا۔

شروع شروع میں معاذ نے نئی ماں کو قبول کرنے میں بہت مشکل محسوس کی تھی۔ مگر اس کے ننھیالیوں کے سمجھانے بجھانے اور خود بڑی امی کی محبت اور توجہ نے اسے آہستہ آہستہ حالات سے سمجھوتا کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ پانچ سال کا تھا' جب چھوٹے بھائی کے روپ میں میکائیل حیدر اس دنیا میں چلا آیا۔ سب کی طرح وہ بھی سوتیلے پن سے اچھی طرح واقف تھا مگر بچپن سے لے کر آج تک اس کا رویہ میکائیل کے ساتھ بہت مشفقانہ تھا اور اب عملی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد سے تو وہ میکائیل کا اور بھی خیال رکھنے لگا تھا۔ اس کی غلطیوں کی پردہ پوشی کرتا' اسے بڑے ابا کے عتاب سے بچاتا' وہ سعیدہ کو صحیح معنوں میں ایک آئیڈیل بھائی لگتا تھا اور اس بات کا احساس وہ اکثر و بیشتر میکائیل حیدر کو بھی دلاتی رہتی تھی مگر اس نے کئی بار یہ محسوس کیا تھا کہ معاذ کے برعکس میکائیل کا رویہ بے نیازانہ ہوتا تھا۔ اس کے انداز سے معاذ کے لیے وہ لگاؤ نہیں جھلکتا تھا جو معاذ کے انداز میں اس کے لیے تھا۔

C·⌘C·

وہ شام کو سو کر اٹھی تو میکائیل کو امی کے پاس پا کر بری

سانس لے کر رہ گئی۔ ابھی آج صبح ہی وہ گھر واپس آئی تھی اور اب وہ یہاں بھی موجود تھا۔

"بہت جلدی بدلہ لینے نہیں آ گئے تم میزبانی کا؟" وہ منہ دھو کر ان کی طرف چلی آئی تھی۔

"دیکھ رہی ہیں چچی جان۔" اس نے ہمیشہ کی طرح ممی کو ثالث بنایا تھا۔

"سونی! جا کے چائے بناؤ۔" ممی نے بھی ہمیشہ کی طرح اسے تنبیہی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ منہ بناتی اٹھ گئی۔

"اچھا پریشان مت ہو میں بات کروں گی بھائی صاحب سے۔" وہ چائے بنا کر لائی تو امی اس کے بال سہلاتی اسے تسلی دے رہی تھیں اور وہ بہت لاڈ دکھاتا ان کے کندھے پر سر رکھے ہوئے تھا۔

"وہاں کیبنٹ میں نمکو اور بسکٹس بھی پڑے تھے۔" ٹرے میں صرف چائے کے کپ دیکھ کر امی نے فہمائشی انداز میں کہا تو وہ دبے دبے انداز میں بولی۔

"کون سا سپر اسٹار بن گیا ہے یہ۔" مگر پھر امی کی ڈانٹ سننے سے پہلے ہی وہ نمکو اور بسکٹس لینے اٹھ گئی تھی۔

"ویسے بات کیا ہے۔ اب کون سی سفارش کرانے آئے ہو؟" واپسی پر اس نے طنزاً پوچھا تھا۔

"جائز کام کے لئے ہی سفارش کروا رہا ہوں۔ تم فکرمند مت ہو۔" وہ کھانے پینے کی چیزوں کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"جائز کام تو سفارش کے بغیر بھی ہو جاتے ہیں۔" سنیعہ کو اعتراض ہوا تھا۔

"یہ بات ذرا میرے والد صاحب کو بھی سمجھا دو۔ وہ کسی طور مجھے پرسوں کے فنکشن میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دے رہے۔" وہ قدرے خفگی سے کہہ رہا تھا۔

"تو صحیح ہے نا گانا بجانا کب سے جائز کاموں میں شمار ہونے لگا۔" سنیعہ نے کہا تو وہ امی سے پوچھنے لگا۔

"اس کو ابو جی والی گھٹی تو نہیں دی ہے چچی جان؟"

"تم معاذ بھائی سے مدد کیوں نہیں مانگتے؟" امی کسی کام سے اٹھیں تو سنیعہ نے اسے مشورہ دیا تھا۔

"میں ان سے کچھ بھی مانگنا نہیں چاہتا۔" وہ بے اختیار بولا تھا مگر پھر لب بھینچ گیا۔ سنیعہ نے تحیر سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم؟"

"اس میں غلط ہی کیا ہے۔ اب میں ساری زندگی انہی کے سہارے تو نہیں گزاروں گا۔" وہ معتدل لہجے میں کہہ رہا تھا۔ سنیعہ نے متاسفانہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"شرم کرو میکائیل، معاذ بھائی کتنے اچھے ہیں۔ ہر موقع پر تمہارا ساتھ دینے کو تیار رہتے ہیں اور تم......"

"تم ان کی کچھ زیادہ ہی فین نہیں ہوتی جا رہی ہو۔" میکائیل کا لہجہ اس کی نظروں کی طرح تیکھا تھا۔ مگر سنیعہ کے اطمینان میں سر مو فرق نہیں آیا تھا۔

"ہاں ہوں میں ان کی فین۔ وہ ہیں ہی اتنے اچھے۔ دوسروں کا خیال رکھنے والے۔ تمہیں اتنا سپورٹ کر رہے ہیں۔"

"تو اس سے تمہیں کیا حاصل؟ اور یوں بھی یہ سب وہ اپنے فائدے کے لئے ہی کر رہے ہیں۔" وہ تنک کر کہہ رہا تھا۔

"اچھا جی! اس میں ان کا کیا فائدہ ہے الٹا نقصان ہی ہو رہا ہے۔ سارا کاروبار بیچارے اکیلے سنبھالے ہوئے ہیں۔ تم ہوتے تو۔" سنیعہ نے اسے احساس دلانا چاہا مگر وہ اس کی بات کاٹ کر سپاٹ لہجے میں بولا۔

"تمہیں اس معاملے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ اکیلے ہی یہ ذمے داری سنبھال کر خوش ہیں۔"

"یہ تو ان کا پیار ہے۔" وہ دوستی کے انداز میں بولی تو اب کی بار میکائیل نے قدرے دھیان سے اسے دیکھا تھا۔

"تم ان سے کچھ زیادہ ہی متاثر نہیں۔"

"کیا نہیں ہونا چاہئے؟" اس نے حیرت سے پوچھا

پھر بولی۔ ''وہ اپنی محبت میں بہت خالص ہیں۔''

''کون سی محبت؟'' وہ بری طرح چونکا تھا۔

''وہی جو وہ تم سے کرتے ہیں۔''

''ہاں..... محبت وہ مجھ سے کرتے ہیں اور متاثر تم ہو۔'' وہ مذاق اڑا رہا تھا۔

''وہ جس سے بھی محبت کریں گے اتنی ہی خالص کریں گے۔'' سعیدہ بے ساختہ بولی تو وہ خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ سٹپٹا گئی۔

''کہیں تم ان سے.....؟'' میکائیل کہنے لگا تھا کہ وہ جلدی سے اس کی بات کاٹ گئی۔

''ایسا کچھ نہیں ہے۔ مگر ان کا خلوص اور محبت بھرا رویہ مجھے بہت آئیڈیل سا لگتا ہے۔''

''دھیان رہے آئیڈیل کے چکر میں کہیں اور ہی نہ نکل جانا۔'' وہ طنزاً کہہ رہا تھا اس کا مطلب سمجھ کر سعیدہ سلگ اٹھی تھی۔

''تم اپنے کام سے کام رکھو۔ سمجھے۔''

''میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ آئیڈیل بنانے والے خسارے میں ہی رہتے ہیں آج کل تو یوں بھی ہر بری چیز اچھی پیکنگ میں آ رہی ہے۔'' وہ آرام سے بولا تھا۔

''بالکل تمہاری طرح۔ صرف شکل ہی اچھی ہے۔'' سعیدہ نے تپ کر کہا تھا۔

''اس تعریف کا شکریہ۔'' وہ مشکور ہوا۔ اس کی مسکراہٹ سعیدہ کو تلملانے پر مجبور کر گئی تھی۔

امی نے پتہ نہیں کس طرح اور کتنے جتن کر کے بڑے ابا کو راضی کیا تھا انہوں نے میکائیل کو کنسرٹ میں شرکت کی اجازت تو دے دی مگر ان کی ناگواری پھر بھی برقرار رہی۔

''پتہ نہیں اتنے اعلیٰ نسب خاندان میں یہ مراثی کہاں سے پیدا ہو گیا ہے۔'' وہ میکائیل کے مستقبل سے سخت مایوس تھے۔

''کوئی بات نہیں ابو جی اس کی عمر ہے انجوائے منٹ کرنے کی۔ میں جو ہوں' کاروباری ذمے داریاں سنبھالنے کو۔ ابھی اسے زندگی کا لطف اٹھانے دیں۔'' معاذ بھائی کا انداز سعیدہ کو بہت بھایا تھا۔

''آپ جیسا سپورٹر تو ہر کسی کے پاس ہونا چاہیے۔'' اسے چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے وہ بہت روانی میں کہہ گئی تھی۔ معاذ نے بغور اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر بے ریا سی مسکراہٹ اور معصومیت لیے وہ اپنی دلکشی سے بہت لاپروا سی لگ رہی تھی۔

معاذ کے لبوں کی تراش میں بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''تمہیں کسی سپورٹر کی ضرورت کیوں محسوس ہونے لگی ہے؟''

''میں اپنی نہیں سب کی بات کر رہی تھی۔'' وہ سٹپٹائی تھی۔

''تم باقی سب میں شامل نہیں ہو کیا؟'' وہ بھنوؤں کو ہلکی سی جنبش دیتے ہوئے بولا تو سعیدہ نے اس کی سحر طراز نگاہوں کے حصار میں خود کو بے بس سا پایا۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا۔'' وہ اب وہاں سے جانے کے موڈ میں تھی۔ مگر وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔

''اور اگر میرا مطلب یہی ہو تو؟'' وہ یکدم سے بولا تو سعیدہ دم بخود رہ گئی۔

''جی.....؟''

''اگر تم پسند کرو تو میں تمام لائف صرف تمہارا سپورٹر بن کر گزار سکتا ہوں۔'' وہ کہہ رہا تھا اور سعیدہ کو لگا جیسے اس کے چہرے سے آگ کی لپٹیں نکلنے لگی ہوں۔

''وہ..... شاید امی پکار رہی ہیں مجھے۔'' وہ ہکلا کر کہتی وہاں سے سرپٹ بھاگی تھی۔ معاذ کے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

☪

معاذ کے بدلتے انداز نے اسے الجھن کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی سرخوشی میں مبتلا کر دیا تھا۔ سوتے جاگتے وہ حواس پر طاری رہنے لگا تھا جو بہت خاص تھا اپنی محبتوں میں بہت خالص تھا۔ جس کے لب و لہجے سچائیاں بولتی تھیں۔ اور اس کا یہ خالص پن ہی تو اس کے دل میں گھر کر گیا تھا۔

ان دنوں وہ خود میں اتنی مگن تھی کہ میکائیل کی

بازیدوں کے باوجود ٹی وی پر اس کا لائیو پرفارمنس نہیں دیکھ پائی تھی مگر اس پرفارمنس کے بعد وہ جس قدر پاپولر ہوا تھا یہ سعید کو کالج میں لڑکیوں کی زبانی معلوم ہوا تھا۔

سعید کو اس کی تعریفیں سن کر حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہو رہی تھی۔

سعید پلیز" کل میکائیل کے ساتھ کالج آنا۔ فائقہ نے ملتجیانہ انداز میں فرمائش کی تو وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"وہ کیوں......؟"

"یار اس کا آٹوگراف چاہئے اور پھر ابھی تو صرف مجھے اور نیرہ ہی کو پتہ ہے کہ وہ تمہارا کزن ہے پھر سوچو سارے کالج کو پتہ چل جائے گا اور تم کتنی پاپولر ہو جاؤ گی۔" اس نے جیسے سعید کو لبھایا تھا۔

"بہت شکریہ اس سنہرے مشورے کا۔ مجھے اس قدر تکلف کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تو ساتویں آسمان پہ بیٹھے گا یہ سن کر کہ لڑکیوں کو اس کا آٹوگراف چاہئے۔" سعید نے رکھائی سے کہا مگر وہ دونوں اس قدر پیچھے پڑیں کہ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق اسے ہامی بھرنا ہی پڑی تھی۔

"مگر صرف پہلی اور آخری بار۔ مجھے یہ سب پسند نہیں ہے۔" ساتھ ہی انہیں تنبیہ بھی کی تھی۔ پھر یاد آنے پر بولی۔

"تم ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ اپنی آٹوگراف بک مجھے دے دینا میں تمہیں اس کا آٹوگراف لا دوں گی۔"

"شکریہ! صرف مجھے ہی نہیں باقی سب کو بھی تو آٹوگراف چاہئے۔" فائقہ کو اس کا مشورہ پسند نہیں آیا تھا۔

"خواہ مخواہ کا درد سر۔" وہ سر جھٹک کر رہ گئی تھی۔

اس وقت تو ان کی بات ماننے میں اسے کوئی مضائقہ نہیں لگا تھا مگر گھر آ کر سوچنے پر اسے اندازہ ہوا کہ یہ اتنا آسان کام نہیں تھا۔ وہ وین کے ذریعے کالج جاتی تھی اب میکائیل سے یہ کہنا کہ مجھے کالج چھوڑ آؤ بہت عجیب سا لگتا اور بالفرض امی کو اس فرمائش کے پیچھے چھپے مقصد کا پتہ چل جاتا تو پھر تو اس کی خیر نہیں تھی۔ بہت سوچنے کے بعد اس نے رات کو امی کے سو جانے کا یقین کیا اور ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آئی۔ بڑے دھیان کے ساتھ اس نے میکائیل کا موبائل نمبر ملایا تھا۔ کیونکہ ٹائم وہ گھر کے فون پر کال کرنے کی حماقت نہیں کر سکتی تھی۔ اسے پتہ تھا کہ سی ایل آئی پر ان کا نمبر دیکھ کر وہ کال ضرور کرے گا۔ اور اس کا یہ خیال بالکل درست تھا مگر سعید کو فون پر پا کر اسے بہت حیرت ہوئی تھی۔

"میں نے سوچا تمہارے شو کی کامیابی پر مبارکباد دے دوں ورنہ کہو گے کہ جیلس ہو گئی ہے۔" اس نے لیے دیے انداز میں کہا تو وہ بہت اشتیاق سے پوچھنے لگا۔

"تم نے شو دیکھا تھا کیا؟"

"ہن...... ہاں...... ساری رات بیٹھ کر تمہاری پرفارمنس کا انتظار کیا تھا۔" وہ انکار کرتے کرتے جھوٹ بول گئی تھی۔

"پھر کیسی لگی میری پرفارمنس؟" وہ یقیناً اس کے جواب سے بہت خوش ہوا تھا۔

"بہت زبردست۔ بہت اچھا گایا تم نے۔" وہ جلد از جلد اس موضوع کو ختم کر کے اصل بات کی طرف آنا چاہ رہی تھی۔ مگر وہ شاید اس کے منہ سے کچھ اور بھی سننا چاہ رہا تھا۔

"کیا واقعی......؟"

سعید کا جی تو چاہا جواباً اسے کھری کھری سنا دے مگر پھر ضبط کر کے آواز کو شیرے میں ڈبو کر وہی فقرہ بول دیا جو وہ تقریباً ہر لڑکی کے ہونٹوں سے سن چکی تھی۔

"اف میکائیل میں تو حیران ہو رہی تھی تمہیں ٹی وی پر دیکھ کر تم نے تو کمال ہی کر دیا۔"

جواباً وہ ہنس دیا تھا۔ پھر شرارت سے بولا۔

"ہم پیدائشی جینئس لوگ ہیں بلکہ سپر اسٹار۔"

سعید نے ذرا سا منہ بنایا تھا پھر خوشدلی سے بولی۔

"یہ تو ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اب تمہارے فینز بھی بہت سارے بن چکے ہیں۔"

"آگے آگے دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ شو ختم ہوتے ہی کئی شو آرگنائزر کمپنیوں نے مجھ سے کنٹیکٹ کیا ہے۔ سمجھو بس شہرت کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ دیا ہے میں نے۔" وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔

"میکائیل! مجھے ایک کام تھا تم سے۔" اس کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے وہ بولی تو وہ حیران ہو کر پوچھنے لگا۔

"خیریت......؟"

"ہاں خیریت ہی ہے۔" وہ بددلی سے بولی۔ کتنا عجیب لگ رہا تھا یوں اس سے کہنا۔ "تم کل مجھے کالج سے پک کرسکتے ہو کیا؟" وہ جلدی سے کہہ گئی مبادا ہمت ہی جواب دے جائے۔

"کیا؟" حسب توقع وہ حیران ہوا تھا۔

سنیعہ نے دل ہی دل میں فائقہ کو گالیوں سے نوازا جس کی وجہ سے یہ موقع آیا تھا۔

"ہاں تو اس میں ایسی کیا بات ہے۔ دراصل کل وین والا نہیں آرہا تو میں نے سوچا کہ تمہارا ہی فائدہ اٹھالیا جائے۔" اس نے الٹا سیدھا بہانہ بنایا مگر مقابل بھی اتنا بیوقوف نہیں تھا۔

"وین والا نہیں آرہا تو کالج جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور بائی دا وے میں تمہیں کالج سے پک کرلوں گا یہ تو بتاؤ کہ صبح تمہیں کالج ڈراپ کرنے کون جارہا ہے؟"

"وہ دراصل صبح تو وہ آئے گا مگر چھٹی کے ٹائم نہیں آرہا۔" اسے بروقت بہانہ سوجھا تھا۔

"علی کہاں ہے؟" اس نے پوچھا تو سنیعہ نے دانت پیستے ہوئے بظاہر بہت شائستگی سے کہا۔

"اسی لیے تو پریشانی ہے۔ کل اس کا کرکٹ کا میچ ہے ورنہ وہی مجھے پک کرلیتا۔"

"ویسے بات کچھ بن نہیں رہی سنیعہ۔" وہ اب اتنا بھی سیدھا نہیں تھا کہ آنکھیں بند کرکے اس کی ہر گپ کو مان لیتا۔

وہ زچ ہوگئی۔ ایک تو جھوٹ بول بول کر جبڑے بھی دکھنے لگے تھے اور پر سے وہ شرلاک ہومز کا نانا بننے کے موڈ میں تھا۔

"تم صرف یہ بتاؤ مجھے لینے آرہے ہو یا نہیں؟" [illegible] نے غصے سے پوچھا تو وہ بے نیازی سے بولا۔

"دیکھوں گا۔"

"کیا مطلب دیکھوں گا؟ صاف کہو آرہے ہو [illegible]" سنیعہ نے دوٹوک انداز اپنایا تو وہ اطمینان سے بولا۔

"دیکھو ہوسکتا ہے کل میں بزی ہوں۔ تو [illegible] معاذ بھائی کو بھجوادوں گا۔"

"خبردار۔" وہ بے اختیار اسے ٹوک گئی تھی۔ [illegible] ہونے جارہی تھی۔

"اوکے۔" اس نے گہری سانس لی تھی۔ "ایسے اچھا تو نہیں لگتا کہ ایک عام سی لڑکی کی فون کال پر کوئی سپر اسٹار دوڑا چلا جائے مگر مجبوری ہے۔"

"کیا مجبوری ہے جناب کو؟" اس نے تمسخرانہ [illegible] میں پوچھا تو وہ دھیمی سی آواز میں بولا۔

"اس مجبوری کا نام ہے سنیعہ مجاہد۔"

"شٹ اپ۔" وہ بدک گئی تھی۔ وہ ہنسنے لگا۔

"مذاق کررہا ہوں۔ دل پر مت لے لینا۔"

"میرا دماغ ابھی اتنا خراب نہیں ہوا ہے۔" [illegible]

"یہ تو کل مجھے پتہ چل ہی جائے گا۔" فون [illegible] کرنے سے پہلے وہ کہہ رہا تھا۔

"اور جب تک تمہیں پتہ چلے گا بہت دیر ہوگی۔" ریسیور کو کریڈل پر جماتے ہوئے وہ [illegible] سے خود ہی مخاطب ہورہی تھی۔

اگلے روز اس نے فائقہ اور عمیرہ کو یہ خوش [illegible] دی۔ اور کالج آف ہونے کے بعد میکائیل کو [illegible] سمیت لڑکیوں کے ہجوم میں گھرا دیکھ کر [illegible] کہ ان دونوں نے یہ خوش خبری سارے [illegible] ریوڑیوں کی طرح بانٹی تھی۔

حالانکہ ابھی وہ بہت زیادہ پاپولر نہیں [illegible] لڑکیاں اس کی پہلی اور حالیہ پرفارمنس دیکھ چکی تھیں [illegible] کے لیے وہ ہیرو بن چکا تھا اسے کافی دیر ایک [illegible]

کھڑے رہ کر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا پڑا تھا۔ اگر وین جا چکی ہوتی تو وہ میکائیل کو یونہی لڑکیوں میں گھرا چھوڑ کر بھاگ لیتی۔ مگر اب تو مجبوری تھی کہ اسی کے ساتھ گھر جانا تھا۔ کئی لڑکیوں نے اسے میکائیل کی موٹر سائیکل پر بیٹھتے دیکھ کر حیرانی کا اظہار کیا تو وہ خواہ مخواہ شرمسار ہونے لگی۔

"کزن ہے میرا۔ تایازاد۔"

"اف توبہ۔" بیٹین روڈ پر آتے ہی وہ شروع ہوا تھا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تو بڑا مسکرا مسکرا کر سب کو آٹو گراف دے رہے تھے۔" سنیعہ نے جتایا تو وہ قدرے زور سے بولا۔

"یہ بھی پاپولریٹی کا ایک اسٹائل ہے۔ حقیقتاً تو میں دانت پیس رہا تھا۔"

"بہرحال' آئندہ میں تمہارے ساتھ کہیں آنے جانے والی نہیں۔ خواہ مخواہ میں لوگ بھیڑ لگا کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔" وہ اطمینان سے بولی کہ اب تو مسئلہ حل ہوہی چکا تھا۔

"تم ادھر ہی سے بھاگو۔ امی کو پتہ چلا کہ میں تمہارے ساتھ آئی ہوں تو وہ وین والے کو ڈانٹیں گی کہ وہ مجھے لینے کیوں نہیں پہنچا۔" سنیعہ نے اسے گیٹ سے ہی بھگانا چاہا تھا۔ وہ ایک پاؤں زمین پر ٹکائے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا آرام سے بولا۔

"ویسے تمہاری فرینڈز میرا شکریہ ادا کر رہی تھیں کہ ان کی فرمائش پر میں کالج چلا آیا اور سب نے اتنی آسانی سے میرا آٹو گراف لے لیا۔"

یوں پول کھلنے پر وہ کھسیا سی گئی۔

"یونہی فضول میں کہہ رہی ہوں گی۔ ہو کیا چیز تم۔"

"میں تو نہیں' تم بہت بڑی چیز ہو۔" وہ دلکشی سے مسکراتا پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔ سنیعہ اسے گھور کر چلی اور ڈور بیل پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تم نے میرا آٹو گراف نہیں لیا۔" وہ پوچھ رہا تھا۔ سنیعہ نے صرف چہرہ موڑ کر اسے دیکھا اور بے نیازی سے بولی۔

"مجھے کیا کاغذوں پر تمہارے دستخط لے کر کیا کرنا ہے۔"

"ہاں...... ڈونٹ یو وری اباؤٹ دیٹ۔" وہ بے ساختہ ہلکے سے قہقہے کے ساتھ ہنسا تھا۔ پھر بڑے معنی خیز انداز میں بولا۔

"تمہارے لئے تو میں بہت سے کاغذات بنواؤں گا اور اس پر نہ صرف میرے بلکہ تمہارے بھی تین دفعہ آٹو گراف ہوں گے۔"

قدرے توقف کے بعد سنیعہ کو سمجھ آئی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب تک وہ مٹھیاں بھینچ کر چکی وہ بائیک اڑا لے گیا تھا۔

"ربش...... ڈیم فول......"

وہ تلملا کر رہ گئی۔

☪

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہوا تو جیسے زندگی میں یکدم ہی بہت ٹھہراؤ سا آ گیا۔ بھاگتی دوڑتی زندگی یکلخت پرسکون لگنے لگی۔ دلوں میں رقت اور دعاؤں میں شدت پیدا ہوئی۔

جیسے کوئی آدمی گھر سے نکلے مسلسل سفر میں رہے اور پھر ایک دن اس کا گھر تمام تر نرمی و گرمی سمیٹے اسے اپنی پرسکون بانہوں میں لینے کو تیار ہوتا ہے۔ ایسی ہی مثال رمضان کے مہینے کی بھی ہے۔ سال کے باقی تمام مہینے بھاگم دوڑ میں گزارنے اور مادی اشیاء حاصل کرنے کی تگ و دو کرنے کے بعد جب یہ مہینہ آتا ہے تو جیسے انسان یکایک اپنے حقیقی قالب میں ڈھلنے لگتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ دنیا کی ہر برائی' ہر گندگی سے پاک ہو گیا ہو۔ دنیاوی اشیاء سے ہٹ کر دل روحانیت کی طرف جھکنے لگتا ہے اور ویسا ہی سکون ملتا ہے جیسا اپنے اصلی گھر کو سامنے پا کر دل میں اترتا ہے۔

وہ بھی پوری دیانت داری سے حقوق الٰہی ادا کرنے کی کوشش میں تھی۔

آج تیسرا روزہ تھا۔ وہ افطاری اور نماز کے بعد سے

بنانے کے لئے کچن میں آ گئی۔ آج صبح صبح کویت سے ابو کا فون بھی آیا تھا کہ وہ چاند رات تک ضرور پاکستان پہنچ جائیں گے۔ اس لئے وہ بہت خوش تھی۔ اسی بارے میں سوچتی وہ ٹرے میں اپنے امی اور علی کے لئے چائے کے مگ رکھے لاؤنج میں پہنچی تو وہاں میکائیل کو پا کر اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ آج کوئی دنوں کے بعد وہ دکھائی دیا تھا۔ سنیعہ کے خوشگوار انداز میں کئے جانے والے سلام کا اس نے بہت سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

"یہ تم رمضان کا مہینہ ختم ہونے سے پہلے کیسے کھول دیئے گئے ہو؟" اس نے شرارت سے پوچھا تو وہ اچٹتی نگاہ اس پر ڈالنے کے بعد دوبارہ علی کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس سے اپنے دوستوں کے لئے آٹو گراف لینا چاہتا تھا۔ جبکہ سنیعہ کی بات پر امی نے گھور کر دیکھا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔ ایک الجھن سی بھی ہوئی تھی کہ وہ جواب دیئے بغیر رہنے والا تو ہرگز نہیں تھا۔

وہ اپنا چائے کا کپ میکائیل کے سامنے رکھتی برتن دھونے کے خیال سے کچن میں چلی آئی۔ سب کچھ سمیٹ کر وہ سنک کو کپڑے سے خشک کر رہی تھی جب وہ کچن میں آ گیا۔ سنیعہ نے مسکرا کر اسے دیکھا مگر وہ دروازے کے فریم سے ٹیک لگائے سینے پر بازو لپیٹے بہت سنجیدہ سا تھا۔

"کیا بات ہے میکائیل؟ تم تو واقعی سپر اسٹار بن گئے ہو بغیر چیک لئے مسکرا بھی نہیں رہے۔" اس نے شرارتی انداز میں کہا تو وہ چند سیکنڈ کے توقف کے بعد سنجیدگی سے بولا۔

"تمہیں معاذ بھائی کیسے لگتے ہیں؟"

"کیا؟" سنیعہ کو جھٹکا سا لگا تھا۔ بھلا اس وقت اس سوال کا کیا تک تھی۔ تحیر سے اسے دیکھا تو وہ دوبارہ بولا۔

"کیا خیال ہے تمہارا ان کے متعلق؟"

"بہت اچھا خیال ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" وہ الجھ گئی۔

"اتنا اچھا خیال ہے کہ تم ان کا پرپوزل بھی قبول کر لو گی؟" اس نے جیسے دھماکا ہی کر دیا تھا۔ سنیعہ کو اپنی پیشانی بھیگتی محسوس ہونے لگی تھی اگر یہ مذاق تھا تو بہت گھٹیا مذاق تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" اسے غصہ آنے لگا تھا۔

"میں بھی تمہیں یہی کہنے آیا ہوں کہ یہ بالکل بکواس ہے۔ تم اگر کوئی پرپوزل قبول کرو گی تو صرف میرا۔" وہ بہت مضبوط لہجے میں جتا سنیعہ کے حواس مختل کر گیا۔

یہ کیا کہہ رہا تھا وہ؟

ان راہوں پر وہ کب چل نکلا تھا..... کب؟ کیسے؟ پتہ نہیں۔

"دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا؟" اس کے ذہن میں سنسناہٹ سی ہونے لگی تھی۔ خشک ہوتے حلق کے ساتھ اسے ڈانٹنا چاہا مگر وہ اسی لب و لہجے میں بولا۔

"گھر میں تمہارے اور معاذ بھائی کے رشتے کی بات ہو رہی ہے مگر میں ایسا نہیں ہونے دوں گا اور نہ ہی تم۔"

پہلی بار زندگی میں اسے حقیقتاً میکائیل پر سخت غصہ آیا تھا۔

"شٹ اپ میکائیل! تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔" خود پر کنٹرول کرتے ہوئے بھی اس کا لہجہ تیز اور ترش ہو گیا تھا لمحہ بھر اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ چلا گیا تو سنیعہ کی ہمت بھی جیسے جواب دے گئی۔ تپتے چہرے کو اس نے سرد ہاتھوں سے ڈھانپ لیا اور وہیں اسٹول پر بیٹھ گئی۔

یہ کیا انکشاف کر گیا تھا وہ..... یا پھر کوئی نیا مذاق۔ مگر یہ حقیقت تھی کہ وہ ساکت رہ گئی تھی۔

اگر اس کے اور معاذ کے رشتے کی بات ہو بھی رہی تھی تو اس پر میکائیل کا ردعمل بہت ناقابل یقین تھا۔

C ✿ C

اس روز کے بعد وہ جیسے ادھر کا راستہ ہی بھول گیا تھا۔ بہر حال اتنا تو اسے اندازہ ہو ہی گیا تھا کہ وہ رمضان کے احترام میں اپنی میوزیکل ایکٹی ویٹیز کو چھوڑے ہوئے ان دنوں صرف یونیورسٹی ہی جا رہا تھا۔ مگر اس نے شکر بھی کیا تھا کہ دوبارہ اس کا سامنا نہیں ہوا کیونکہ سنیعہ کا غصہ ابھی اترا نہیں تھا۔

مگر گیارہویں روزے والے دن وہ پھر اس کے گھر میں موجود تھا۔

امی نے اسے بلایا تو وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر ان سے کام پوچھنے لگی۔

"میکائیل کے کسی دوست نے افطار پارٹی رکھی ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ تمہیں بھی اس کے ساتھ بھیجوں۔" امی نے کہا تو وہ ناگواری سے بولی۔

"میرا وہاں کیا کام؟"

"دراصل اس کی امی اور بہنیں وغیرہ بھی تو ہوں گی۔ میں تو ابھی سے نروس ہو رہا ہوں۔ تم چلو گی تو کمپنی رہے گی۔ کیسے ناں اے چچی جان۔" وہ بہت دوستانہ انداز میں کہہ رہا تھا جیسے کوئی ناگواری ہوئی ہی نہ ہو ان کے مابین۔

"میرے دوسرے فرینڈز بھی اپنی سسٹرز وغیرہ کو لے جا رہے ہیں۔ میں نے سوچا میں اپنی کزن کو لے جاؤں۔" وہ کہہ رہا تھا۔ سفینہ نے اس کی طرف دیکھے بغیر رکھائی سے کہا۔

"تو بڑی امی کو لے جاؤ یا پھر امی ہی کو لے جاؤ اپنے ساتھ۔"

"تم نہ جانا چاہو تو الگ بات ہے بہانے مت بناؤ۔" وہ یکدم خفگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ سفینہ پر تو کوئی اثر نہیں ہوا مگر امی ضرور بوکھلا گئی تھیں۔

"کمال کرتے ہو تم بھی میکائیل بھلا اسے ساتھ جانے میں کیا مسئلہ ہے۔" وہ تو یوں بھی میکائیل کے کافی ناز نخرے اٹھاتی تھیں۔ تحکمانہ انداز میں سفینہ سے کہا۔

"جب یہ کہہ رہا ہے تو پھر خواہ مخواہ کی بحث کیوں کر رہی ہو۔ چلی جاؤ اس کے ساتھ۔ کون سا کسی شادی بیاہ میں جانا ہے افطار پارٹی ہی تو ہے۔" امی کے اس انداز کے سامنے وہ ہمیشہ کی طرح کسمسا بھی نہیں پائی تھی۔ البتہ پاؤں پٹخ کر وہاں سے جاتے ہوئے میکائیل کی مخصوص مسکراہٹ نے دل ضرور جلایا تھا۔

"اونہہ...... کہاں معاذ بھائی اور کہاں یہ لاپروا جذباتی اور غیر سنجیدہ شخص۔"

پچھلے کئی دنوں سے وہ یہی موازنہ کر رہی تھی اور اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا کہ اگر معاذ کا پرپوزل آیا تو وہ انکار نہیں کرے گی۔

وہ افطار سے آدھا گھنٹہ پہلے گاڑی لئے چلا آیا تھا۔ وہ تیار ہی تھی۔ خاموشی سے گاڑی میں آ بیٹھی۔

امی اسے جلدی واپسی کی تلقین کر رہی تھیں اور وہ بڑی فرمانبرداری سے سر ہلا رہا تھا۔

"تم تو کوئی سپر اسٹار نہیں ہو پھر کس بات کا غرور کر رہی ہو۔" اس کی خاموشی توڑنے کے لئے وہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا مگر وہ ماتھے پر تیوریاں ڈالے ونڈ اسکرین کے پار نظریں جمائے ہوئے تھی۔

"دیکھو رمضان میں یوں بائیکاٹ کرنا بہت سخت گناہ ہے۔" وہ اسے ڈرا رہا تھا۔

"اس سے بھی بڑا گناہ بدگوئی ہے۔" وہ چیخ کر جتانے والے انداز میں بولی تو وہ ہنس دیا۔

"او کے مگر اب تو صلح کر لو۔ مجھے واقعی تم سے وہ سب کچھ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ آئی ایم سوری فار دیٹ۔" سنجیدگی سے بولا تو سفینہ نے تنبیہ کرنے والے انداز میں اضافہ کیا۔

"تمہیں ایسا سوچنا بھی نہیں چاہئے تھا۔"

وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔ سفینہ بھی مزید کچھ نہیں بولی تھی مگر پھر ایک ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی رکتے دیکھ کر وہ رہ نہیں سکی تھی۔

"یہاں کیا ہے؟"

"کیا ریسٹورنٹ میں افطار پارٹی ڈسکرنا گناہ ہے؟" لاپروائی سے پوچھ رہا تھا۔ وہ لب بھینچ کر دروازہ کھولتی ہوئی نیچے اتر گئی۔

"اب پلیز اپنا موڈ ٹھیک رکھنا۔ ان لوگوں سے میں تمہارا انٹروڈکشن کروا چکا ہوں۔ اچھی طرح سے بات چیت کرنا۔" وہ اندر داخل ہونے تک اسے ہدایت دے رہا تھا۔

وہ جس ٹیبل کی طرف بڑھا تھا وہاں صرف تین لڑکے اور ایک لڑکی براجمان تھی۔ تینوں لڑکے اٹھ کر

ہوئے تھے۔

"یہ عاصم ہے بہت اچھا کی بورڈ بجاتا ہے یہ ذکاء ہے گٹارسٹ ہے۔ یہ عبید ہے پوئٹری بھی لکھتا ہے اور میرے ساتھ مل کر کمپوزیشن بھی بناتا ہے۔ اور یہ زنیرہ ہیں ذکاء کی فیانسی۔" میکائیل نے بہت دوستانہ انداز میں تعارف کی رسم نبھائی تھی۔ وہ دل کی الجھن دبا کر زنیرہ سے ہاتھ ملانے لگی۔ باقی سب کے کورس میں کئے گئے سلام کا اس نے سر کے اشارے سے جواب دیا تھا۔

"اور سنیعہ سے تو آپ لوگ واقف ہی ہیں۔" وہ بہت شگفتگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"اور کوئی نہیں آ رہا ہے؟"

تھوڑی دیر کے بعد جب وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے سنیعہ نے بہت سرسری انداز میں زنیرہ سے پوچھا تو وہ مسکراتے ہوئے لاپروائی سے بولی۔

"اور کس کو آنا ہے۔ بس فرینڈز کی پارٹی ہے یہ۔"

میکائیل کی غلط بیانی پر وہ سلگ کر رہ گئی۔ بے اختیار نظریں اس کی طرف اٹھیں تو وہ ذکاء کے ساتھ بات کرتا ای کو دیکھ رہا تھا۔ وہ لب بھینچ کر نظریں پھیر گئی۔

افطاری کے بعد پرلطف اور پرتکلف سے ڈنر کا اہتمام بھی تھا۔ وہ بظاہر ان کی باتوں پر مسکراتی زنیرہ سے محو گفتگو تھی مگر میکائیل کی دھوکا دہی کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا۔

"اس کا ذرا دھیان رکھئے گا۔ لڑکیاں بہت آٹو گراف لیتی ہیں اس سے۔" عاصم اس سے کہہ رہا تھا۔ وہ ناگواری دباتے ہوئے لاپروائی سے بولی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے دھیان رکھنے کی۔ اس کام کے لئے بڑے ابا موجود ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں اتنی جھاڑ پلائی جا سکے تو ہے۔"

"اب میکائیل کا مذاق اڑا رہے تھے۔"

"پھر بھی بھابی اتنی آزادی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ یہ تو ہاتھ سے نکل جائے گا۔" ذکاء ہنس رہا تھا۔ اس نے کرنٹ کھا کر اس کی طرف دیکھا۔ شاید غلطی سے وہ یوں مخاطب ہوا تھا۔

"بکواس نہیں کرو۔ کیوں میری ریپوٹیشن خراب کر رہے ہو۔" میکائیل نے قہقہاتی انداز میں کہا تو وہ بولا۔

"بھئی یہ اتنی بے خبری ہیں۔ اتنی اطلاع تو انہیں ملنی ہی چاہئے تمہارے متعلق۔ کیوں بھابی؟" اب کی بار سنیعہ کو مخاطب کر کے پوچھا گیا تھا۔ غلطی کا کوئی امکان نہیں تھا۔

اگر کوئی اور "بھابی" کہتا تو وہ یہی سمجھتی کہ زنیرہ سے کہا جا رہا ہے کہ وہ ذکاء کے ناتے سے ان کی بھابی ہی لگتی تھی مگر اب ذکاء "بھابی" کہہ رہا تھا تو سو فیصد اسی کو کہہ رہا تھا۔

اس نے سنسناتے ذہن کے ساتھ ان کے چہروں کو دیکھا۔

"غلطی کس کو لگ رہی ہے؟" اس نے میکائیل کی طرف دیکھا تو وہ اسے نظر انداز کئے عبید اور عاصم کے ساتھ محو گفتگو تھا۔

"یو آر رویری لکی میکائیل، واقعی سنیعہ اتنی ہی اچھی ہے جتنا کہ تم نے کہا تھا۔" رخصت ہوتے ہوئے زنیرہ نے کہا تھا۔ وہ بدقت تمام مسکرا پائی تھی۔ اور میکائیل یوں تعریفیں وصول رہا تھا جیسے اس کا حق بنتا ہو۔

"اوکے بھابی...... انشاءاللہ جلدی پھر ملاقات ہوگی۔" شرارتی سا ذکاء کہہ رہا تھا۔

وہ شرم کے مارے زمین میں گڑنے لگی۔ ساتھ ہی تو میکائیل کھڑا تھا۔ وہ تو ان کی غلط فہمی بھی دور کرنے کے قابل نہیں تھی۔ جانے میکائیل نے ان سب سے کیسے متعارف کرا رکھا تھا اس کو۔ گاڑی میں بیٹھنے تک اس کی برداشت جواب دے چکی تھی۔

"یہ کیا بیہودگی ہے میکائیل؟" وہ پھٹ پڑی تھی۔

"ایسا کیا ہو گیا ہے؟" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بہت اطمینان سے پوچھ رہا تھا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔" وہ مشتعل ہوا تھی۔ حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی۔

"دوستوں میں تو یہ سب چلتا ہے یار۔" وہ پر سکون

تھا۔ سفینہ کا دل چاہا کوئی شے اٹھا کر اس کے سر میں دے مارے۔

"دھوکے باز ہو تم۔ شرم نہیں آتی۔ رمضان کے مہینے میں جھوٹ بولتے ہوئے۔ تم تو کہہ رہے تھے کسی دوست کے گھر میں افطار پارٹی ہے۔ وہاں ان کی ماں بہنیں ہوں گی۔"

"زبیر دبھی تو کسی کی بہن ہے، ہماری بھابی بھی اور یہ افطار پارٹی تو تھی ہی۔ اس میں جھوٹ کیا تھا؟" وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔

"اور تم نے کس قدر بیہودہ انداز میں میرا تعارف کروا رکھا ہے ان سے۔" اس کا چہرہ تپ اٹھا تھا۔ وہ گاڑی کی رفتار کم کرتا ہوا اطمینان سے بولا۔

"ان سب کی منگیتریں اتنی خوبصورت ہیں، میں خواہ مخواہ کمپلیکس کا شکار رہتا تھا۔ میں نے بھی کہہ دیا کہ میری منگیتر بھی بفضل الٰہی موجود ہے اور ان کی منگیتروں سے زیادہ خوبصورت بھی ہے۔"

"مگر اس بکواس میں تمہیں میرا نام لینے کی کیا ضرورت تھی؟" وہ بری طرح بگڑی تھی۔

"تو کیا ہوا۔" وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ "اس روز تم بھی تو مجھے بہانے سے کالج لے گئی تھیں، اپنی فرینڈز میں شو بنانے کے لیے۔ میں نے بھی کچھ یہی کیا ہے۔"

"بہت ذلیل ہو تم۔" مارے بے بسی کے وہ روہانسی ہوگئی۔ کتنی فضول حرکت کی تھی اس نے۔

"چہ...... کم آن یار۔ ویسے بھی کچھ دنوں تک میں امی سے تمہاری اور اپنی بات کرنے والا ہوں پھر چاند رات تک۔" وہ بڑے اطمینان سے کچھ کہنے لگا تھا کہ وہ غصے سے اس کی بات کاٹ گئی۔

"بکواس مت کرو۔ تم جیسے دھوکے باز انسان کو تو میں دو منٹ برداشت نہیں کر سکتی، کجا ساری عمر۔ ایسا سوچنا بھی مت۔"

"اور معاذ بھائی۔ ان سے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" اس کا لہجہ اب کی بار بہت سنجیدہ تھا۔

یوں تو شاید وہ مارے حیا کے اس کی بات کا جواب نہ دیتی مگر جس تسلسل میں وہ بات کر رہا تھا سنجیدہ ہوئے بغیر بچت کا کوئی راستہ سجھائی نہیں دیا تھا۔

"وہ تمہاری طرح غیر سنجیدہ نہیں ہیں اور نہ ہی فضول حرکتیں کرتے ہیں۔" وہ بہت ضبط کے ساتھ بولی تھی۔

"اور اگر میں تم سے کہوں کہ وہ ایسے نہیں ہیں جیسے دکھائی دیتے ہیں تو......؟" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ سفینہ نے متاسفانہ نظروں سے اسے دیکھا اور شرم والے انداز میں بولی۔

"یہ خیالات ہیں تمہارے اس شخص کے متعلق جو تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ تمہیں ہر اچھے برے معاملے میں سپورٹ کرتا ہے۔ بزنس کی تمام ذمہ داری اکیلے سنبھال رہا ہے۔" سفینہ کو واقعی اس کی سوچ سے چھوٹے پن نے دکھ پہنچایا تھا۔

"کیا تم نے کبھی سوچا نہیں کہ وہ ہر اچھے برے معاملے میں مجھے سپورٹ کیوں کرتے آئے ہیں؟" الٹا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"کیوں کہ وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور بڑے بھائی ہیں تم پر سختی کرتے نہیں دیکھ سکتے۔"

"کافی عرصے تک میں بھی "سب اچھا" ہی سمجھتا رہا ہوں سفینہ مجاہد مگر پھر مجھ پر آشکار ہوا کہ وہ مجھے بزنس کے کام میں صرف اس لیے سپورٹ کرتے ہیں کہ انہیں اپنے بزنس سے بہت دلچسپی ہے اور اس میں مداخلت کرنے میں میری نہیں بلکہ بزنس کی محبت کا عمل دخل ہے اور ابو کو مجھ پر سختی کرتے اس لیے نہیں دیکھ سکتے کہ کہیں میں ڈانٹ ڈپٹ سے متاثر ہو کر بزنس میں دلچسپی لینا شروع نہ کر دوں۔" وہ استہزائیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ سفینہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی۔

"اور تم ان کی محبت سے متاثر ہو جنہوں نے ہر بار مجھے سوتیلا ہی سمجھا ہے محبت تو میں ان سے کرتا ہوں جو شکایت کا حرف زبان پر لائے بغیر وہی کرتا گیا۔"

چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ میں بزنس کی طرف نہ آؤں تو میں نے اپنے شوق کو اپنا پروفیشن بنالیا۔ اگر وہ نہیں چاہیں گے تو میں کبھی بھی اس بزنس پر اپنا حق نہیں جتاؤں گا۔ ان سب باتوں کا مطلب تمہیں ان سے متنفر کرنا نہیں بلکہ اپنی پوزیشن صاف کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ ضروری نہیں ہوتا ہر کسی کا ''خاص'' ہونا دکھائی دے جائے۔ بعض اوقات پیتل پر بھی سونے کا پانی چڑھالیا جاتا ہے۔ وہ اب بھی بہت پرسکون انداز میں کہہ رہا تھا۔ جیسے ان سب باتوں سے اسے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔

مگر سدید کے اندر کی دنیا تو زیر و زبر ہوگئی تھی۔

کس قدر زہر بھرا تھا اس کے دل میں معاذ کے خلاف۔ اس کی توجہ اس کی محبت کو وہ سوتیلے پن سے تعبیر کرتا رہا تھا۔

''تمہیں شاید بہت گراں گزرا ہے حقیقت جان کر مگر مجھے اب ''تکلیف نہیں ہوتی'' کیونکہ میں پچھلے چار سال سے اس حقیقت کے ساتھ سفر کررہا ہوں۔ مگر مطمئن ہوں کہ میں نے ان کے راستے سے ہٹ کر اپنی بے غرض محبت کا ثبوت دے دیا ہے۔ میں نہ بھی چاہوں تو ان سے محبت پر خود کو مجبور پاتا ہوں کہ ماں نہ سہی مگر باپ تو ہم دونوں کا ایک ہی ہے نا۔''

وہ بولا تو سدید جیسے پھٹ ہی تو پڑی۔

''کس قدر گھٹیا سوچ ہے تمہاری میکائیل۔ اپنے ہی بھائی کے لئے تمہارے دل میں اس قدر زہر بھرا ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ تمہاری خاطر وہ ہر وقت بڑے ابا سے ناراضگی مول لینے کو تیار رہتے ہیں اور تم ان کو اس قدر گرا ہوا سمجھتے ہو کہ وہ صرف تمہیں بزنس سے دور رکھنے کی خاطر دوسرے کاموں میں سپورٹ کرتے ہیں۔ اوتھ۔ محبت تمہیں تو شاید اس لفظ کے ہجے بھی کرنے نہیں آتے۔ محبت کرنی ہے تو ان سے سیکھو جو بچپن سے لے کر آج تک تمہاری راہنمائی کرتے آئے ہیں۔ مگر کبھی بھی جتایا نہیں ہے۔ تم ایک بار ان سے کہہ کر تو دیکھو وہ سارا بزنس تمہیں سونپ دیں گے۔ اپنی نااتفاقی اور خود سری کو جھوٹ کے پردے میں مت چھپاؤ۔''

وہ اس کے گھر کے سامنے گاڑی روکے بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''بہت افسوس ہوا ہے مجھے تمہاری سوچ پر میکائیل۔ آئندہ کبھی مجھ سے بات مت کرنا۔ مجھے دکھ ہے کہ آج میں نے ایک بہت اچھا دوست کھودیا ہے۔'' بہت تلخی سے کہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں بھر آئیں تو وہ منہ پھیر کر دروازہ کھولتی گاڑی سے نیچے اتر گئی۔

میکائیل نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ گیٹ کھلنے تک وہ گاڑی وہاں سے نکال لے گیا تھا۔

☪

وہ شدید دکھ اور تحیر میں مبتلا تھی۔

اسے کبھی بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ میکائیل کے دل میں معاذ کے لئے اس قدر عناد بھرا ہے۔ ہاں اس کے انداز و اطوار سے معاذ کے لئے لاپروائی جھلکتی تھی تو وہ اسے اس کے لاابالی پن یا چھوٹے ہونے کے لاڈ سے تعبیر کرلی تھی۔ مگر اب اندازہ ہوا تھا کہ وہ تو اندر تک زہر سے بھرا ہوا تھا۔ ''اور اگر یہ سب معاذ بھائی کو پتہ چل جائے تو؟''

وہ سوچ کر ہی لرز گئی۔

''اتنی محبت تو بڑے ابا بھی شاید میکائیل سے نہیں کرتے جتنی کہ معاذ بھائی کرتے ہیں۔ وہ تو شدید صدمے کا شکار ہوجائیں گے۔''

ابھی پرسوں ہی تو وہ ادھر آئے تھے۔ کتنی پریشانی سے وہ میکائیل کا ذکر کررہے تھے۔

''سارا دن کمرے میں بند پڑا رہتا ہے۔ میں تو سخت پریشان ہوں اس کی طرف سے۔ یونیورسٹی بھی نہیں جارہا۔ فائنل ایگزیمز سر پر ہیں۔ میں نے کہا بھی اگر پڑھنا نہیں ہے تو آفس جوائن کرلو آخر میں اکیلا کب تک تنہا یہ سب سنبھالوں گا مگر وہ تو کام کے نام سے بھاگتا ہے۔ ابو ٹھیک کہتے ہیں اسے اب اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے۔ یہ سب سمجھانے کا ہی ذمہ

بھی برابر کا حصے دار ہے۔"

کس قدر محبت تھی ان کے لہجے میں میکائیل کے لئے۔ اور وہ ان سے متعلق کیا کچھ کہتا پھر رہا تھا۔ سدیعہ کے دل میں میکائیل کے لئے شدید بدگمانی بھر گئی تھی۔

"ایسے محبت کرنے والے شخص سے نفرت کرنے والا کوئی بھی محبت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

دن بہت بوجھل انداز میں گزر رہے تھے۔ ذہن کو منفی اور فضول سوچوں سے بچانے کے لئے وہ خود کو پڑھائی اور عبادات میں مشغول کئے ہوئے تھی۔

بڑی امی نے انہیں افطار پارٹی کے لئے بلایا تو اسے نہ چاہتے ہوئے بھی جانا پڑا۔

"تم تو یہاں کا راستہ ہی بھول گئی ہو۔" معاذ بھائی نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کا دل دکھ سے بھرنے لگا۔ وہ کچھ بولے بغیر بس مسکرا کر رہ گئی۔

ان کی آمد کا سن کر میکائیل بھی اپنے کمرے سے نکل آیا۔ آتے ہی سلام کرتا امی کے شانے پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ وہ ہمیشہ کی طرح اس کے پرمحبت انداز پر جی جان سے واری جا رہی تھیں۔ علی نے بڑے شوق سے اس کے نئے سولو البم کے بارے میں پوچھا جس پر وہ رمضان شروع ہونے سے پہلے کام کر رہا تھا۔ تو وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"بھئی اب تو یہ سب چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے میں نے۔" سب اس انکشاف پر چونک گئے تھے۔

"ابو جی کی ناراضگی اچھی نہیں لگتی بس اسی لئے اور سب سے بڑھ کر ہمارا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔"

"ان کی مستقل مزاجی تو اسے لے بیٹھی ہے۔ اچھا بھلا سب ایک طرف لگا ہوا تھا' اس میں بھی کیڑے نکال دیئے۔" بڑی امی اس کی طرف سے واقعی بہت پریشان تھیں۔

"کہنے کو تو کہتے ہیں کہ انسان کو ہر کام ہر فیصلہ سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔ جو اتنے سالوں سے اس پروفیشن میں ہو اب تو اسے ٹھکانے لگنے دو۔ اتنا نام ہو گیا ہے اس پروفیشن میں تمہارا اسٹیبلش ہو جاؤ گے تو پیسہ بھی بہت ہوگا۔ ایک کنسرٹ ہی سے ایک اچھا آرٹسٹ پتہ نہیں کتنا کما لیتا ہے۔" معاذ بھائی کی سنجیدگی نے سدیعہ کو میکائیل پر اور غصہ دلا یا تھا۔

کتنا صحیح کہہ رہے تھے وہ۔ انہوں نے ہی تو اس کی اس پروفیشن میں آنے کی حمایت کی تھی۔ بڑے ابا کے ہر اعتراض اور ناراضگی کا سامنا کیا تھا اور اب جبکہ اس کے کچھ بن جانے اور بڑے ابا کے سامنے سرخرو ہو جانے کے دن آئے تھے تو وہ انہیں شرمندہ کرانے پر تلا ہوا تھا۔

"مجھے یوں کمانے کی کیا ضرورت ہے بھائی۔ مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں غلطی پر تھا۔ میں مزید ابو جی کی ناراضگی نہیں سہہ سکتا اس لئے میں نے سوچا ہے کہ اب میں آپ کے ساتھ بزنس میں ہاتھ بٹاؤں گا۔" وہ بہت اطمینان سے بولا تو سدیعہ بے اختیار اسے دیکھنے لگی۔

"تو اس روز یہ بکواس کر رہا تھا کہ بھائی کی محبت میں بزنس کو ٹھوکر ماردی۔" لہجے کے اطمینان کے برعکس وہ سدیعہ کو بہت مضطرب لگا تھا۔ ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ اس کی آنکھوں سے چھلکتی عجیب سی کیفیت اس کے اضطراب کی گواہ تھی۔

وہ اس کے بچپن کا ساتھی تھا۔ کیسے اس کے اندازنہ پہچانتی۔

"بزنس کون سا کہیں بھاگا جا رہا ہے مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ تمہیں اس پروفیشن کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے۔"

معاذ بھائی نے اسے پھر سے سمجھانے کی کوشش کی تو امی نے ان سے کہا۔

"بات تو میکائیل نے بھی بہت اچھی سوچی ہے۔ واقعی ہمارا مذہب بھی گانے بجانے کی شدید مخالفت کرتا ہے۔ کجا اس کی کمائی سے گزر اوقات کرنا اور پھر جب حلال اور محنت کی روزی کمانے کا ایک ذریعہ پاس موجود ہے تو پھر کیوں خواہ مخواہ جلتے کوئلے کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کی جائے۔"

معاذ بھائی نے پھر کوئی بات نہیں کی تھی۔ ان کی خاموشی نے سنیعہ کو دکھ میں مبتلا کر دیا۔ بیچارے معاذ بھائی۔ انہوں نے میکائیل کو اس پروفیشن میں اسٹیبلش کرنے کے لئے کتنی تگ و دو کی تھی اور وہ یوں ہر چیز سے منکر ہو رہا تھا۔ مانا کہ مذہب گانے بجانے کی اجازت نہیں دیتا مگر یہی مسلمانیت پہلے جاگ اٹھتی تو معاذ بھائی کو اپنی محنت کے اکارت جانے کا غم تو نہ کھاتا۔

افطار کے بعد میکائیل نے یہی بات بڑے ابا کو بتائی تو وہ بے پناہ خوش ہوئے تھے۔ سنیعہ نے انہیں پہلی بار میکائیل کا شانہ تھپک کر یوں گلے لگاتے دیکھا تھا اور اس وقت میکائیل کی آنکھوں میں اترنے والی خفیف سی سرخی بھی اس سے مخفی نہیں رہی تھی مگر اس وقت وہ معاذ بھائی جیسے مخلص بندے کے لیٹ ڈاؤن ہونے کے خیال سے دکھی ہو رہی تھی۔ اس لئے زیادہ غور نہیں کر پائی تھی کہ وہ اس قدر جذباتی کیوں ہو رہا ہے۔

"تو کیا اسے پہلے اس بات کا پتہ نہیں تھا۔" سنیعہ نے بہت تیکھے انداز میں کہا تو وہ سنجیدگی سے بولا۔

"بات پتہ ہونے یا نہ ہونے کی نہیں عمل کرنے کی ہوتی ہے اب کیا قرآن مجید میں لکھے ہر حرف ہر حکم کو ہم نہیں جانتے؟ بات صرف یہ ہے کہ ہم عمل کتنا کرتے ہیں ان احکامات پر۔ اور پھر کہ خدا جب بھی سیدھی راہ پر ڈال دے۔ اب تمہارا کیا خیال ہے کہ کوئی کافر یہ سوچ کر مسلمان ہی نہ ہو کہ پہلے بھی تو آدھی عمر کفر میں گزار دی باقی بھی سہی۔ خدا کے ہاں تو چیونٹی برابر نیکی بھی کاؤنٹ ہوتی ہے۔ بلکہ نیکی کرنے کا صرف ارادہ باندھنا تک نیکی ہے۔"

وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔ اب وہ نیکی بدی کی تمیز کرنے لگا تھا اور اس روز جو بیہودگی کی تھی اسے لے جا کر اپنے دوستوں میں بٹھا دیا تھا' وہ تو جیسے خدا کے ہاں کاؤنٹ ہی نہیں ہونا تھا۔

بڑی امی چائے بنانے کے لئے اٹھنے لگیں تو وہ انہیں منع کرتی خود اٹھ کر کچن میں آ گئی۔ معاذ بھائی تو کھانے کے بعد کسی سے کچھ بات کئے بغیر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ سنیعہ کا خیال تھا کہ ابھی وہ صرف انہیں کمرے میں چائے دینے جائے گی بلکہ انہیں سمجھائے گی کہ اب وہ میکائیل کو خود سے فیصلہ کرنے اور اس کا نفع یا نقصان سہنے کی عادت پڑنے دیں ورنہ وہ تو یونہی انہیں ہر کسی کے سامنے شرمندہ کراتا رہے گا۔

"مگر بڑے ابا تو بہت خوش ہیں۔ انہوں نے تو میکائیل کی غیر مستقل مزاجی پر غصہ نہیں کیا۔" وہ الجھی پھر خود ہی مطمئن بھی ہو گئی۔

"اچھا ہے معاذ بھائی کو بھی اب شرمندگی نہیں ہو گی کہ جس کی وہ اتنی حمایت کرتے رہے ہیں وہ یوں آدھے راستے سے پلٹ آیا ہے۔ خدا کرے اب میکائیل ان کا آدھی ذمے داری بانٹ لے۔ اتنا بڑا بزنس بیچارے کیسے سنبھال رہے ہیں۔"

وہ بہت مگن سی مگ میں چائے انڈیل رہی تھی جب وہ ایک دم سے بولا۔

"ابھی تک ناراض ہو۔" اس کے اچانک بولنے پر دل سکڑ کر پھیلا تھا۔ مگر وہ کچھ بولے بغیر دوسرے مگ میں چائے انڈیلنے لگی۔

"میں جانتا ہوں کہ میرے متعلق تمہارے دل میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں مگر سنیعہ تم نہ تو چہرہ شناس ہو اور نہ ہی محبتوں کے خاص چن... میں پاگل نہیں جو تمہارے سامنے اپنے ہی بھائی کے متعلق بکواس کرتا پھروں مگر وہ سچ تھا جو میں نے تمہیں بتایا ہے اس لئے کہ میں نے ہمیشہ تمہیں اپنے ... میں بہت خاص جگہ دی ہے اور دوسروں کی طرح تمہیں بھی معاذ بھائی کے ظاہری سحر کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ تم بہت غلط بندے کو آئیڈیلائز کر رہی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ......"

"تم اور تمہاری چاہت' کبھی خود سے بھی کچھ سوچ لیا کرو میکائیل حیدر۔" اس نے تلخی سے کہا۔

"آج سے سوچنا شروع کر دیا ہے۔"

ایک اپنی محبت کے لئے سب کی امیدوں کے خلاف لڑتا آیا ہوں جو میرے لئے کبھی اپنا دامن کشادہ کر ہی نہیں سکی۔ ایک معاذ بھائی کو خفا کر کے میں اپنی ماں اپنے باپ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلا سکتا ہوں تو پھر مجھے ایسی پلٹنے میں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔'' وہ بلا کا پرسکون تھا مگر سنیعہ چیخ کر رہ گئی۔

''معاذ بھائی کیوں خفا ہوں گے تمہارے فیصلے سے۔ تمہاری ہی نالائقی نے اب تک تم سے غلط فیصلے کرائے ہیں۔ وہ تو صرف تمہیں سپورٹ کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

''میں بھی یہی سمجھتا تھا سنیعہ مگر پھر ایک ایسی بات ہوئی جس نے مجھے شاکڈ کر دیا۔ تبھی میں نے دل کی نہیں ذہن کی آنکھ سے دیکھنا شروع کیا ہے۔'' وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو وہ سر جھٹک کر ٹرے اٹھائے باہر نکل آئی۔

سب کو چائے دے کر وہ معاذ بھائی کا مگ لئے اٹھی تو میکائیل بھی وہاں موجود نہیں تھا اس کی چائے بھی ٹھنڈی پڑی تھی۔

وہ میکائیل کی سوچ پر متاسف سی معاذ بھائی کے کمرے کی طرف بڑھی تو اندر سے میکائیل کے بولنے کی آواز سن کر دروازے ہی میں ٹھٹک گئی۔

''یہ سب تو آپ بھی چاہتے تھے۔''

''اچھا بھلا عزت اور شہرت کا راستہ چھوڑ کر اس مشکل راہ پر نکل آئے ہو۔ اسی دن کے لئے میں نے تمہاری پرورش کی تھی۔'' معاذ بھائی برہم تھے۔ سنیعہ کو ان پر ترس آنے لگا۔

''عزت اور شہرت کا کیا ہے وہ تو آپ بھی کما ہی رہے ہیں۔'' میکائیل کی اطمینان بھری آواز ابھری تھی۔

''تعلیم مکمل ہوتے ہی تو اسٹیبلش ہوگئے تھے تم۔ پھر یہ خواہ مخواہ سب کچھ چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔'' معاذ بھائی کے لہجے میں دکھ اور ناگواری تھی۔ اب چار سال کی محنت اکارت جاتے دیکھ کر انسان کو غصہ تو آتا ہی ہے۔ سنیعہ نے انہیں حق پر محسوس کیا تھا۔

رسم وفا

غیروں سے شکوہ کیسا غیر تو پھر غیر تھے
وہ جو اپنا تھا پرایا ہوگیا ہے
نہ جانے مجھ کو کیا ہوگیا ہے
میرا دل کسی کی یاد میں کھوگیا ہے
وہ جو کئی راتوں کا جاگا ہوا تھا
وہ بیٹھے بیٹھے ہی سوگیا ہے
ہم نے تو رسم وفا نبھائی تھی
وہ خود ہی بے وفا ہوگیا ہے

(فریدہ جاوید فری۔ شادمان لاہور)

''بے پر کی کہاں معاذ بھائی' میں بالکل سنجیدہ ہوں۔ بہت لاپرواہی دکھا لی مگر اب میں مزید ابو جی کی ناراضگی افورڈ نہیں کرسکتا۔ میں اب آپ کی ہر ذمے داری شیئر کروں گا۔''

پہلی بار سنیعہ کو میکائیل کا سنجیدہ اور ذمے دارانہ انداز اچھا لگا تھا۔ اسے توقع تھی کہ معاذ بھائی بھی اب تمام ناراضگی بھول کر اسے گلے سے لگالیں گے کیونکہ وہ ہمیشہ میکائیل کے لاابالی پن اور غیر ذمے دارانہ طبیعت کے متعلق پریشان رہتے تھے۔

مگر بہت غیر متوقع طور پر ان کی سرد سی آواز ابھری تھی۔

''مگر میں تو ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میں خود تمام ذمے داری اچھی طرح سنبھالے ہوئے ہوں۔''

''مگر میرا بھی تو کوئی فرض بنتا ہے بھائی۔ اتنا وسیع بزنس......''

میکائیل کچھ کہنے لگا تھا کہ وہ اسی سرد مہری سے اس کی بات کاٹ کر بولے۔

''اتنا وسیع بزنس میں نے اس لئے سیٹ نہیں کیا کہ اسے تمہارے تجربوں کی نذر کردوں۔ یہ سب میری محنت کا نتیجہ ہے۔ تم نے جو لائن منتخب کی ہے تمہارے لئے وہی کافی ہے۔''

سنیعہ کو لگا اس کے سر پر چھت آن گری ہو۔

یہ معاذ بھائی بول رہے تھے؟
سدا کے حلیم الطبع اور بھائی کی محبت میں ڈوبے رہنے والے۔

”جب آپ نے بزنس سنبھالا تھا تب ابو جی نے بھی اس پر بہت محنت کی ہوئی تھی۔ جب آپ ان کے سیٹ اپ پر کام کر سکتے ہیں تو میں آپ کی محنت کو آگے کیوں نہیں بڑھا سکتا۔“ میکائیل اب بھی بہت آرام سے بات کر رہا تھا۔

”کیونکہ یہ سب کچھ میرا ہے۔“ اب کی بار انہوں نے بہت واشگاف انداز میں کہا تھا۔

سنیعہ کے اندر کچھ ٹوٹ سا گیا۔

معاذ بھائی تو بڑے مٹی کے بت ثابت ہوئے تھے جو کہیں سے بھی مٹی اٹھا کر بنائے جا سکتے تھے۔ نہ اس مٹی میں محبت کی مہک تھی نہ جذبوں کی شدت۔ کس قدر تعفن زدہ نکل رہی تھی یہ مٹی۔

”آپ بھول رہے ہیں کہ میں بھی آپ ہی کے باپ کی سگی اولاد ہوں۔ ہم دونوں کی رگوں میں ایک جیسا ہی لہو دوڑ رہا ہے۔“ میکائیل نے اسے جتایا تھا۔

”تم نے انہیں جتنے سکھ دیے ہیں وہ سبھی جانتے ہیں اور اب تو ویسے بھی تمہیں خواہ مخواہ کی ہلچل مچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چند دنوں تک میں ابو سے تمام کاروبار کی پاور آف اٹارنی لینے والا ہوں کیونکہ تمہاری طرف سے وہ مکمل طور پر مایوس ہو چکے ہیں۔ تم بے فکر رہو میں تمہیں ماہانہ خرچ دیتا رہوں گا۔ مگر اس بزنس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی مت دیکھنا۔“ معاذ بھائی کی تمام تر کمینگی سامنے آ گئی تھی۔

قدرے توقف کے بعد وہ بہت تاسف سے بولا۔

”یہ سب تو میں بہت پہلے ہی جان گیا تھا بھائی اور یہ میری محبت تھی کہ میں آپ کو احساس دلائے بغیر پیچھے ہٹ گیا کیونکہ میرے لئے آپ کی اہمیت تھی بزنس کی نہیں۔ آپ مجھے بزنس سے دور رکھنے کی خاطر ہر اس کام میں ظاہراً اور در پردہ مجھے سپورٹ کرتے گئے جو مجھے ابو کی نظر میں غیر ذمے دار، خود سر اور نافرمان ثابت کرے۔ میں نے اس پر بھی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ اپنا الگ کیریئر بنانے کی کوشش ضرور کرنے لگا تاکہ آپ بھی خوش رہیں اور ابو جی کو بھی کسی کے سامنے ندامت نہ ہو۔ حالات بالکل ٹھیک جا رہے تھے میں آپ کی راہ میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا۔ اتنے وسیع و عریض بزنس کا پرسنٹ پارٹنر ہونے کے باوجود میں نے کبھی اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ کیونکہ یہ آپ کو پسند تھا مگر آپ نے میری محبت کا کیا صلہ دیا؟ میری محبت کا بھی خیال نہیں کیا؟ آپ بہت چھوٹے ہو گئے تھے اس وقت میری نظروں میں جب آپ نے شادی کے لئے سنیعہ کا نام لیا تھا۔ کیا آپ سنیعہ سے متعلق میری فیلنگز سے واقف نہیں تھے؟ اس گھر میں صرف آپ ہی تھے جو یہ جانتے تھے کہ وہ میرے لئے کیا ہے۔ تب مجھے احساس ہوا کہ میں آپ کے ہر بڑھتے قدم کے نتیجے میں پیچھے آ گیا ہوں۔ اور آپ کو دکھ تو ہو گا مگر میں بہت افسوس سے کہنا چاہوں گا کہ اس سے آگے بڑھنے کی اجازت میں بھی آپ کو نہیں دے سکتا۔ میں اس بزنس کو چھوڑ دیتا اگر آپ کی نظر میں میرے لئے محبت ہوتی۔ میں سنیعہ کو بھی اپنی زندگی سے نکال دیتا اگر آپ کو اس سے محبت ہوتی۔ ہاں میں جانتا ہوں آپ صرف مجھ سے ہر چیز چھیننا چاہتے ہیں مگر اب میں آپ کو کچھ بھی نہیں لینے دوں گا۔ میری ہر شے پر صرف اور صرف میرا حق ہے۔ چاہے وہ بزنس ہو یا سنیعہ۔“

اس نے بہت سکون کے ساتھ اپنی بات مکمل کی تو معاذ بھائی بالکل خاموش تھے۔ شاید خود احتسابی کے کٹہرے میں کھڑے تھے یا پھر بے حس بن چکے تھے۔

مگر سنیعہ تو پے در پے انکشافات سے اور بھی بمشکل وہاں سے ہٹی تھی۔ اس سے زیادہ اور کیا سننا تھا۔ اسے اس قدر رونا آ رہا تھا کہ حد نہیں۔ کس قدر نکلے تھے معاذ بھائی۔ اتنے روشن چہرے کے پیچھے تاریکی کا تو اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

اور میکائیل؟

واقعی کتنا سچا تھا وہ، میں اسے کس قدر گھٹیا سمجھتی رہی۔ اس کے لفظوں کا بھی اعتبار نہیں کیا۔ سچ کہہ رہا تھا وہ، مجھے چہرہ شناسی بالکل نہیں آتی۔ اور ضروری تو نہیں کہ چہرہ شناسی ہی آتی ہو مگر جب کوئی آپ کو کچھ بتائے تو اس کے سچ یا غلط ہونے کی جانچ تو کرنی ہی چاہیے۔ اگر اب بھی اتفاقاً وہ یہ سب نہ سن لیتی تو......

وہ لرز کر رہ گئی تھی۔

میکائیل کا تو سامنا کرنے کی تاب ہی نہیں رہی تھی اس میں۔ سو امی کو جلدی اٹھنے کا کہنے لگی۔ بڑی امی کے روکنے کے باوجود اس نے اپنے سر میں درد کے بہانے کو برقرار رکھا تو امی کو اٹھتے ہی بنی۔

اس پر اس قدر پژمردگی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی خوشی منانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔

انتیسویں روزے کی شب ابو گھر آگئے تو وہ ان سے لپٹ کر رو دی۔

"بیٹا جی اب تو آگیا ہوں۔ اب کس بات کا رونا؟" وہ ہنس رہے تھے۔ امی کی سرزنش پر وہ چپ سی ہو گئی۔ مگر دل اس قدر بھاری ہو رہا تھا کہ حد نہیں۔

سب کو یقین تھا کہ اس بار انتیس کا چاند ہوگا۔ علی مسلسل اس سے ضد لگائے بیٹھا تھا کہ چھت پر چل کر چاند دیکھا جائے۔

"میری نظر اتنی اچھی نہیں ہے اور یوں بھی بلال کیپٹن ہے ناں یہ خوش خبری سنانے کو۔" وہ سخت بیزار تھی۔

"آپا نے مجھ سے بات کی تھی معاذ اور سعید کے رشتے کی۔ بھئی آپ کا بھتیجا ہے، شکل و صورت عادات بھی لاکھوں میں ایک ہیں۔ میں تو خود اس رشتے پر جی جان سے راضی ہوں مگر......"

علی اس کا ہاتھ تھام کر سیڑھیوں کی طرف گھسیٹ رہا تھا جب اس کے کانوں سے امی کی آواز ٹکرائی۔ اس کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔

"حسرت خدا...... اتنی سی بھول کی اتنی بڑی سزا؟ کہیں نہیں۔"

اس کی آنکھیں جل تھل ہو گئی تھیں۔ علی درمیانی دیوار پھلانگ کر اپنے دوست کی چھت پر اتر گیا تھا۔ وہ میرس کی سیڑھیوں پر آ بیٹھی۔ جانے کتنی دیر گزر گئی۔ وہ اپنی بیوقوفی اور بدتمیزی پر توجہ کناں تھی۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا میکائیل کی بے معنی سی دکھائی دینے والی توجہ کس قدر معنی خیز تھی۔ سعید کی طرف اٹھنے والی نگاہوں کی چمک کے بھی رنگ کتنے دلفریب تھے۔

نظم

کبھی میرے گھر یونہی چلے آؤ
دیکھو اس بوسیدہ دروازے کو
جو تمہاری راہ تکتے تکتے کمزور ہو چکا ہے
دیکھو اس فرش کو
جس میں بچی مٹی تمہارے پیروں کے نقش کو
اپنے سینے میں چھپانے کے لیے بے تاب ہے
دیکھو اس کھلی کھڑکی کو
کہ جن جھروکوں کی سجاوٹ تمہارے دم سے ہے
میرے آنگن میں اترا چاند بھی
تمہارا دیدار کرتا ہے
میری آنکھیں تمہاری راہوں کو تکتے تکتے تھک چکی ہیں
اس دیپ کی طرح
جو گل ہو چکا ہے
اس خالی مٹکے کی طرح
جو صدیوں سے اپنی پیاس بجھانے کے لیے بے قرار ہے
اس دیوار پہ ٹنگی گھڑی کی طرح
جس کا وقت ختم ہو چکا ہے
اب باقی سراب ہے
پرچھائیں ہیں
خاموشیاں ہیں

(شاعرہ۔ تمثیلہ زاہد۔ فیڈرل بی ایریا، کراچی)

مگر وہ کچھ ہی نہیں پائی تھی۔

محبت کو سامنے پاکر بھی نہ پہچاننا اس سے بڑی بدنصیبی اور کوئی نہیں ہوتی اور اس حقیقت کا اس پل سنیعہ کو بہت شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ گلی میں یکلخت شور سا مچ گیا۔ اس کے بعد گولے اور پٹاخے چلنے لگے۔ علی بھی بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"آپی! چاند ہوگیا ہے کل عید ہے۔" وہ پرجوش سا نعرے لگاتا چلا گیا تھا۔ مگر سنیعہ وہیں جمی کی جمی رہی تھی۔

"کل عید ہے۔" اس نے بے آواز دہرایا تھا۔ "عید...... خوشی کا دن۔ تو پھر یہ دل...... یہ کیوں اداس ہے؟ اس میں خوشی کی رمق تک نہیں ہے۔"

تھک کر اس نے گھٹنوں میں سر دے لیا تھا۔

اسے پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ میکائیل اس کے لئے کیا اہمیت رکھتا تھا اور وہ نہیں تھا تو دل سے زندہ رہنے کی خواہش بھی ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ انتیس کے چاند کی تو اسے ہمیشہ خواہش رہتی تھی کہ مزہ تو تمیں روزوں کے بعد کی عید کا بھی تھا مگر انتیس کی عید تو سرپرائز تک ہوتی ہے۔

"چاند رات مبارک ہو۔" اس کے بہت قریب سے آواز ابھری تھی۔ سنیعہ نے کرنٹ کھا کر سر اوپر کیا تھا۔

وہ سنجیدہ سا اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس کی آنسوؤں بھری آنکھوں کو دیکھ کر لحظہ بھر کو اس نے لب بھینچے پھر پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"آئی ایم سوری سنیعہ! مجھے تمہارے ساتھ اتنی فضول باتیں کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ میرے دل میں تمہارے لئے بہت خاص فیلنگز ہیں مگر میں خود کو تم پر مسلط نہیں کرنا چاہتا۔ تم اپنی زندگی کا فیصلہ خود سے کرنے میں بالکل آزاد ہو نیچے سب لوگ تمہارے منتظر ہیں معاذ بھائی تمہارے لئے پروپوزل لے کر آئے ہیں۔"

وہ کمال ضبط کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ مگر وہ سدا کی کمزور دل تھی۔ جھک کر رو دی۔

"شاید یہ خوشی کے آنسو ہیں میں بھی دعا کروں گا کہ تم بہت خوش رہو۔" وہ کہہ رہا تھا۔ اس کے دل کا درد بڑھنے لگا۔ اسے چاہنے کا دعویٰ کرنے والا کتنی آسانی سے اسے کسی اور کے حوالے کر رہا تھا۔

"تم بہت عقلمند ہو جو تم نے دل کی بات کہہ دی ورنہ آج پچھتا رہی ہوتیں۔ بھلا معاذ بھائی کے آگے میری حیثیت ہی کیا ہے۔" وہ اس کے فیصلے کو سراہ رہا تھا۔ مگر اس کے ضبط کی حد بس یہیں تک تھی۔

"شرم تو نہیں آئی تمہیں کتنی آسانی سے مجھے ایک کرپٹ شخص کے حوالے کر رہے ہو۔ ویسے تو بہت دعوے کرتے ہو محبت کے اور اب جب سب کے سامنے اسٹینڈ لینے کا وقت آیا ہے تو بھاگ رہے ہو۔" وہ بنا سوچے سمجھے پھٹ پڑی تھی۔

"کرپٹ کون؟" وہ حیرت کا شکار ہوا تھا۔

"میں سب سن چکی ہوں تمہاری اور معاذ بھائی کی گفتگو۔" وہ غصے سے بولی تھی۔

میکائیل نے اچٹتی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی تھی۔ تمتماتا چہرہ اور سیاہ آنکھوں میں شدت گریہ سے اترنے والا گلابی پن اس کی دلکشی کو بڑھا رہا تھا۔ جرسی کے سوٹ میں ملبوس شال اوڑھے وہ سویٹر سے بے نیاز تھی۔ اتنی سخت سردی میں بے احتیاطی برت رہی تھی۔

"تو کیا ہوا محبت کرنے والے تو محبوب کی برائیوں اور خامیوں کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ سنیعہ نے سخت ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"محبوب نہیں صرف آئیڈیل وہ بھی تمہارے حوالے سے۔" وہ اس پر سچائی آشکار کر رہی تھی پھر روندھے ہوئے لہجے میں بولی۔ "ورنہ غلطی تو کسی کو بھی ہو سکتی ہے۔"

"یعنی تم اب اس رشتے سے انکاری ہو؟" وہ حیران تھا۔

"ہاں......" اس نے آنکھیں رگڑ ڈالیں۔

"مگر کیوں......؟"

"میں کسی دھوکے باز شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی۔" اس کی آنکھیں پھر سے بھر آئی تھیں۔

"تم مجھے دھوکے باز سمجھتی ہو؟"
اس کے حواس چونکے ہوئے تھے۔ یہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

"میں معاذ بھائی کو کہہ رہی ہوں۔" وہ خفا ہوئی تھی۔
"مگر وہ تو میرا پرپوزل لائے ہیں۔"

اس نے دھماکا کردیا تھا۔ سنیعہ کو لگا اس کی پوری ہستی ڈول گئی ہو۔ بے یقینی سے اس کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔

"محبت کے آگے جلد یا بدیر سب کو گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں۔ معاذ بھائی کو آئینہ دکھانے والا کوئی نہیں تھا۔ میں نے غلطی کی جوان کے پہلے ہی وار پر پیچھے ہٹ گیا اگر پہلے ہی ان کو روک دیتا تو آج وہ میرے سامنے نادم نہ ہوتے۔ بہرحال اب بہت کچھ بدل چکا ہے۔ اور میں اپنے بگڑے ہوئے کام کو اپنی ہی عقل سے سدھار کر بہت مطمئن ہوں۔ اب بتاؤ کررہی ہو مجھ سے شادی؟" وہ بہت فراخدلی سے ساری غلطی اپنے سر لیتے ہوئے آخر میں شرارت سے پوچھ رہا تھا۔

"یو چیٹر...... تم یوں کہہ رہے تھے جیسے وہ اپنا پرپوزل لائے ہوں۔" سنیعہ نے یکلخت اپنے شانوں پر منوں وزن سے ہلکا ہوتا محسوس کیا تھا۔

"ان آنکھوں میں اترتی جگمگاہٹ بھی تو دیکھنی تھی۔ ان خوبصورت ہونٹوں پر دلکش سی مسکراہٹ بھی تو دیکھنی تھی۔" وہ جیسے گنگنایا تھا۔ اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگی تھیں۔

"جھوٹ مت بولو۔ تمہارے موبائل کی فون بک میں میں نے کتنی ہی لڑکیوں کے نمبرز ان کے ناموں سمیت فیڈ کیے ہوئے دیکھے تھے۔" وہ کچھ گھبرائی اور کچھ خفا سی بولی تو وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بے اختیار ہنس دیا پھر بہت سنجیدہ مگر چاہت بھرے لہجے میں بولا۔

"وہ سب تو چھوڑ دیا سنیعہ، تمہاری چاہت میں اور پھر تمہارے سامنے کسی کا چراغ کہاں جل سکتا ہے۔" وہ ترنم سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "اب تو لکھنے بیٹھتا ہوں تو تمہاری تعریف میں دیوان لکھنا چاہتا ہے۔

میرے ہم نفس میرے ہم سفر
سن اے بے خبر تیری اک نظر
کرے وہ اثر میرے چارہ گر
کہ میں تو رہ جاؤں دل کو تھام کر
میرے چارہ گر تجھے کیا خبر
یہ جو تیری آنکھ کا نور ہے
یہ کرے ستاروں کو بھی ماند ہے
آج کہہ رہی ہے یہی چاندنی
میرے پہلو میں عید کا چاند ہے"

اس کا چاہتوں بھرا مخمور سا لہجہ سنیعہ کو اپنی رگوں میں دوڑتا محسوس ہونے لگا تھا۔

"تم بھی کہو نا......" میکائیل نے اصرار کیا۔

"میری طرف سے بھی یہی سمجھ لو نا۔" وہ سرخ چہرہ لیے منمنائی تو وہ قہقہہ لگا کر رہ گیا۔

"چلو اٹھو چچی جان بتارہی تھیں کہ تم نے میرے غم میں ابھی تک شاپنگ بھی نہیں کی ہے۔" وہ چھیڑ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مگر اب خوشی سے کروں گی اور وہ بھی تمہارے ہی پاکٹ منی سے۔"

اسے دھمکایا تو وہ شرارت سے پوچھنے لگا۔

"پھر میرے دوستوں کو تمہیں بھابی کہنے کی اجازت تو ہے نا؟"

وہ پہلے تو اس کے الفاظ پر جھینپی تھی پھر اپنا ہاتھ چھڑا کر ہنستی ہوئی۔ "اجازت ہے۔" کہتی سیڑھیاں اترنے لگی۔ تو بہت دنوں کے بعد خود کو گہری طمانیت کے حصار میں پاکر وہ بھی اس کے ساتھ چاند رات کی خوشیوں میں شریک ہونے چل دیا۔